

## مشکوٰۃ اشیاء سے پرہیز

عن محمد قال: قال لی عبیدۃ السلمانی: أحدث الناس أشربة ما أدری ما هی فما لی شراب مذ عشرون سنة الا الماء، واللبن، والعسل. (تاریخ ابن ابی خثیمہ: ۱۳۷ / ۳)

”محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھ سے عبیدہ سلمانی نے کہا: لوگوں نے نئے نئے مشروب بنا لیے ہیں۔ میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں سو بیس سال سے پانی، دودھ اور شہد کے علاوہ میرے لیے کوئی مشروب نہیں۔“

## دینی اور دنیاوی علوم

علم دو طرح کا ہے: دنیاوی، دینی..... دینی علوم افضل العلوم ہیں۔ جب کہ دنیاوی علم فی نفسہ اچھا نہیں حتیٰ کہ اس کے ساتھ علم الحق بھی ہو۔ سورہ روم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفُلُونَ ﴿[الروم: ۷۶]

”اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ دنیا کی زندگی کے ظاہر کو تو جانتے ہیں جب کہ آخرت سے غافل ہیں۔“

مزید فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾  
”جب ان کے پاس ہمارے رسول واضح چیزوں کو لے کر آئے تو وہ اپنے پاس موجود علم سے خوش ہونے لگے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔“ [مومن: ۸۳]

ایسا شخص جو دینی علوم سے کورا ہو دنیاوی تعلیم اس کو فائدہ نہیں دیتی، کیونکہ انسان سے شیطانی نفس جدا نہیں ہوتا اور شیطان اچھے کام کی دعوت نہیں دیتا۔ لیکن تکبر، شہرت، مال کی حرص وغیرہ جیسی چیزوں پر خوب ابھارتا ہے۔ اسی لیے مثلاً: سائنسی علوم دین کا علم نہ ہو تو بندے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں، اور علم شرعی کو حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جب کہ یہی سائنسی علوم اگر دینی علم کی موجودگی میں حاصل ہوں تو انسان ان کو دین کے لیے استعمال کرتا ہے، جیسا کہ مرکبات سے اشیاء بنانا، اور علم کیمیا کی جائز صورتیں، جو شخص دینی علوم سے آراستہ ہو وہ انہیں دین کے لیے استعمال کرے گا۔ گویا دینی علم کی فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ دنیاوی علوم سے فائدہ اٹھانے والا بنا دیتا ہے۔ جب کہ دینی علم نہ ہونے کی صورت میں یہ دنیاوی علم وبال بن جاتا ہے۔ دنیاوی علم کا دین میں استعمال ہونا اس علم کا کمال نہیں بلکہ دینی علم کی وجہ سے اس کو یہ کمال حاصل ہوا کہ اس علم سے متصف نے اس کو دین میں استعمال کیا۔ سوسارا کمال اور شرف دینی علم کی طرف لوٹا۔

مسند احمد میں ابو کبشہ الانماری سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی مثال چار لوگوں کی طرح ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہے وہ اس کو حق کی جگہ پر خرچ کرتا ہے، اور ایک وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے علم عطا کیا ہے مال نہیں وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی ایسے ہی کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اجر میں برابر ہیں، (اس کے برخلاف) ایک وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہے علم نہیں وہ مال کو اس کے حق والی جگہ پر خرچ نہیں کرتا۔ دوسرا وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے نہ مال دیا ہے نہ علم وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی ایسے خرچ کرتا۔ آپ نے فرمایا: یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(احمد: ۱۸۱۸۷ صحیحہ الالبانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت ہی مال کے مصرف کا بتلاتی ہے۔ اسی طرح دنیاوی علوم کا مصرف دینی علم بتلاتا ہے۔ (موہب الرحیم)

## الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

15 جمادی الثانی 1434ھ جمعۃ المبارک 26 اپریل تا 02 مئی 2013ء

شماره 17 جلد 64

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلغوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

0333-4786507

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0344-4656461

☆ جواہر پارے

☆ کلمہ طیبہ

☆ اداریہ

☆ درس قرآن

☆ درس حدیث

☆ مذاکرہ علمیہ

☆ اصلاح عقائد

☆ تحقیق و تدقیق

☆ گوشہ خوانین

☆ یاد و ننگان

☆ اشاریہ

☆ تبصرہ کتب

☆ شعر و ادب

☆ مشکوک اشیاء سے پرہیز

☆ دینی اور دنیاوی علوم

☆ تفسیر سورۃ الصفہ..... (1)

☆ ”کتاب الایمان“..... (5)

☆ سورۃ الفاتحہ میں ہدایت کے اسباب

☆ امت مسلمہ میں شرک؛ شبہات کا ازالہ..... (1)

☆ حساب تقویم اور سنہ ہجری

☆ بناؤ سنگھار شوہر کا حق..... (1)

☆ قاری عبدالوکیل صدیقی

☆ امام ابن تیمیہ کی اصول فقہ پر خدمات..... اشاریہ

☆ مقالات راشدینہ انسانیت موت کے دروازے پر (محمد اسحاق بھٹی۔ محمد سلیم چنیوٹی)

☆ کیسے تعریف لکھے.....؟ (راج عرفانی)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پرائیج لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }  
 ڈالر امریکی 60/-

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## ”نوٹہ ما تولی“

”اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے، ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے، جس طرح وہ پھرے گا۔“ (سورہ نسا: ۱۱۵)

ہم اپنی عملی زندگی، حکومتی قوانین، قومی پالیسیاں اور سیاسی جماعتوں کے منشوروں کو مذکورہ بالا آیت (جس کا صرف معنی دیا گیا ہے) کی روشنی میں دیکھیں یا ان کو پرکھیں تو ہم کو امت پہ آئے ہوئے مشکل وقت کا اگر مکمل ادراک نہ بھی ہو تو اس کا علم ضرور ہو جائے گا کہ ہم من حیث الامت عموماً اور من حیث القوم خصوصاً قعر ذلت کی ڈھلوان پر کیوں کھڑے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ فرمایا کہ مجھ سے مانگو، مجھ ہی کو پکارو، مجھ ہی پر توکل کرو، کافروں کو نہ دوست بناؤ نہ ان پر اعتماد کرو، نہ ان کو مشوروں میں شریک کرو۔ ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ صرف آپس میں ہی دوست ہیں۔“ (المائدہ: ۵۱) لیکن ہماری ہر مشاورت ان سے، ہمارے سب منصوبے یہ بناتے اور جو ہم بناتے بھی ہیں ان کی منظوری بھی یہی دیتے ہیں اور ان کو مکمل بھی یہی کرتے ہیں۔ کیا مومنوں کے راستے کے سوا کی یہ پیروی نہیں؟

⑤..... شرک: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شرک کو (توبہ کے بغیر) ناقابل معافی قرار دیا، قرآن و حدیث نے شرک کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات، یعنی کسی بھی صفت میں کسی بھی درجہ میں مخلوق کو شریک کرنے کا نام شرک ہے۔ اس تعریف کو کسی پتھر، درخت، بت یا قبر میں محصور نہیں کیا اور نہ ہی زندہ و مردہ کی شرط لگائی گئی ہے۔ مثال کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہ جملے کافی ہیں جن میں انھوں نے خلقت و ہدایت کی نسبت اور کھلانے پلانے کی نسبت تو اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی لیکن بیماری کی نسبت اپنی طرف اور شفا کو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ شرک کی تعریف میں بعض مسلمانوں نے اب غلطیائے مضامین کے انبار لگا دیئے ہیں۔ یعنی شرک کی تعریف کرنے اور اس کی حدود کی وضاحت کو بھی مختلف فیہ بنا دیا گیا ہے۔ ہدایت کی وضاحت کے بعد ہمیں سوچنا چاہیے کہ یہ راستہ کون سا ہے؟

⑥..... سود: جس کی حرمت پر پوری امت متفق ہے۔ گزشتہ صدی کے پہلے نصف میں بعض متجددین نے اس کی قلت و کثرت کی اچھ لگا کر حلت و حرمت کی کچھ موٹھا گافیاں کی تھیں لیکن آفریں ہے دورِ حاضر کے ”ماڈرن فقہاء“ پر کہ انھوں نے کتاب الحیل کے رخنوں سے اسلامی بینکاری برآمد کر لی ہے جو سورہ بقرہ (آیت: ۲۷۷) میں ”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے“ کی نص صریح کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا اب مخلوق کو کیا حق ہے کہ وہ خالق تعالیٰ کے کلبے میں کوئی رخنہ پیدا کرے۔ علماء نے سود اور تجارت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ..... طرفین کا..... جس میں نفع و نقصان کا احتمال ہو وہ تجارت ہے اور جس میں صرف نفع ہی نفع..... چاہے ایک فریق کا..... ہو وہ سود ہے بینک کا پہلا قاعدہ ہی عدم نقصان ہے۔ یعنی بینک کسی بھی صورت نقصان کا سودا نہیں کرتا اور یہی سود ہے۔ ستم ظریفی دیکھئے ہماری اعلیٰ عدالتیں سود کی حرمت کے فیصلے دے چکی ہیں لیکن ہماری حکومتیں، حکمران، سیاستدان حتیٰ کہ اب بعض مفتیان کرام بھی اصحاب سبت کی طرح اس حرمت میں فقہ کے جھرنوں سے حلت کے رخنے نکالنے میں لگے رہتے ہیں۔ ذرا ذہنوں پر زور دے کر حساب کریں گے تو آپ بھی یقیناً اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ بینکاری کو جب سے اسلامی بنانے کی سعیاں ناممکن شروع ہوئی ہیں اس وقت سے کیا وطن عزیز پر آفتیں، آزمائشیں اور عذاب کثرت سے نازل نہیں ہوئے لگے؟ اعاذنا اللہ منہ۔

سود کی حرمت کے عدالتی فیصلوں کے بعد تو اس کی حرمت کو قانون کہا جاسکتا ہے اگرچہ اس قانون کی درگت بھی وہی بنے گی جو ہمارے ہاں

دوسرے قوانین کی بنی ہے لیکن کیا کسی بھی سیاسی یا سیاسی و مذہبی جماعت کے منشور میں کہیں سود سے جان چھڑانے کا ذکر ملتا ہے؟

بتائیے کیا یہ غیر سبیل المومنین نہیں؟ المناک امر یہ ہے کہ اس کے جرم ہونے کا احساس بھی ختم ہو رہا بلکہ ہو چکا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ﴿نولہ ماتولی﴾ ہم کو اسی طرف پھیر دیا ہے جس طرف ہم پھر رہے ہیں، یعنی سود کی دہرائیوں میں کھو چکے ہیں۔ کیا یہ رسول ﷺ کی مخالفت نہیں بلکہ قرآن حکیم تو اس فعل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دے چکا ہے۔

①..... فحش: یہی حال فحش و بے حیائی کا ہے۔ اس کی قباحت، خباثت، رذالت اور حرمت میں کسی فقہ اور کسی مسلک کا اختلاف نہیں لیکن ہم سب ہی شاید اس میں درجہ بہ درجہ ملوث ہو چکے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ سودی نظام کی طرح یہ بھی صیہونیت کا منصوبہ ہے کہ فحش کو جس قدر عام کیا جاسکے، کیا جائے کہ اخلاقی زوال کی..... بہ ظاہر بے ضرر..... ابتدا لذت کشی سے ہوتی ہے، نامشرف دور حکومت میں جب پوری دنیا کو گلوبل ویج..... ایک گاؤں..... بنانے کے پروپیگنڈے کے ساتھ بہت کھلے دل بلکہ منڈی لگا کر پرائیویٹ ٹی وی چینلوں کی اجازت دی گئی تھی اس کا اغیار کو اصل فائدہ تو یہ ہوا کہ پاکستان میں جتنے چینل کھلے اتنا ہی اس کو فی چینل لاکھوں روپے کے حساب سے سیٹلائٹ کا ماہانہ کرایہ ملنے لگا۔ اور اس کو دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ ہماری ثقافتی، دینی اور معاشرتی اقدار پامال ہونے لگیں کہ

②..... اخلاقی زوال سے گردن طوق غلامی کے پھندے میں جلد پھنس جاتی ہے۔

چینلوں کی بہتات سے جو نقصانات ہمیں ہوئے ان میں پہلا تو یہ تھا کہ

③..... نوجوان نسل کا حصول علم، معاشرتی روابط خاندان کے تعارف، بزرگوں کی شفقت حاصل کرنے میں جو وقت گزرتا تھا وہ اب جدید ترین معلومات کے نام پر ضائع ہونے لگا اور ذہنی آوارگی کا زہر اس کے سوا ہے۔

④..... دوسرا نقصان یہ ہوا کہ ٹی وی چینلوں اخراجات پورے کرنے کے لیے اشیائے ضرورت کے اشتہارات حاصل کرتے ہیں جس سے اشیائے صرف کی قیمتیں نیچے آنے کی بجائے اوپر کا رخ کر لیتی ہیں اور بنانے والے قیمتیں بڑھاتے اور معیار و مقدار گراتے چلے جاتے ہیں۔

⑤..... تیسرا نقصان یہ ہوا کہ اشیائے نعیش کی پلٹھی سے معاشرہ تپک اور معاش تنگ ہونے لگا ہے۔ لیکن کوئی جماعت گروہ یا طبقہ سوائے چند اہل درد کے اس کے خلاف نہ بولتا ہے نہ لکھتا ہے۔ کسی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے منشوروں میں تو اس کا ذکر کیا ہوتا ہے۔

⑥..... جھوٹ: یہ ایسا گناہ ہے جس کے مرتکبین پر قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ لعنت فرماتا ہے دورِ حاضر میں تو جھوٹ کے گناہ ہونے کا تقریباً تصور ہی ختم ہو چکا ہے۔ کیا سیاست، کیا تجارت حتیٰ کہ بعض ناہنجار دین بیان کرتے وقت بھی اب اس کا احتیاط نہیں کرتے۔

⑦..... خیانت (Corruption): سورۃ آل عمران (آیت: ۱۶۱) میں ہے:

”اور جو خیانت کرے گا قیامت کے دن لے کر آئے گا جو اس نے خیانت کی۔“

لفظ خیانت یا بددیانتی کا کیوس بہت وسیع ہے۔ ہم میں سے ہر فرد اگر اپنے گریبان میں جھانکے تو ممکن ہے ہر ایک کے سامنے ایک سے زیادہ سوالیہ نشانات لگ جائیں۔

شرک کی تعلیم دینے اور تشہیر کرنے والوں کے دل حضورِ حق کی حاضری سے کبھی لرزے؟

سودی کاروبار کرنے اور اس کے جواز کے فتاویٰ دینے والوں کے قلموں میں کبھی تھر تھراہٹ ہوئی؟

فحاشی پھیلانے والوں کو اعزازات و انعامات دیتے وقت کسی حکمران کی پیشانی عرقِ انفعال سے بھیگی؟

کیا آپ نے کسی بددیانت کی جبین پر عرقِ ندامت کا کبھی کوئی قطرہ دیکھا؟

کیا اسی کا نام نولہ ماتولی نہیں؟ من حیث القوم ہم اس پر غور کریں اور توبہ کی توفیق طلب کریں۔

## تفسیر سورۃ الصفّ

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

کے روز الصفّ اور سورہ یٰسین پڑھ کر اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

(الدرر المنثور: ۲۷۰/۵، فتح القدیر: ۳۸۵/۴)

مگر یہ روایت سخت ضعیف ہے علامہ سیوطی نے ہی ذکر کیا ہے کہ یہ ”نہشل بن سعید الوردانی عن الضحاک عن ابن عباس“ سے منقول ہے۔ اور نہشل کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے لیس بشیء، لیس بثقة کہا ہے۔ امام ابوداؤد نے لیس بقوی، متروک الحدیث، اور امام اسحاق نے کہا ہے وہ کذاب ہے۔ امام نسائی نے متروک الحدیث لیس بثقة ولا یکتب حدیثہ کہا ہے۔ بلکہ ابوسعید نقاش نے کہا ہے کہ یہ ضحاک سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ (تہذیب: ۴۷۹/۱۰، میزان: ۲۷۵/۴) ایسے کذاب اور متروک کی روایت قطعاً قابل عمل نہیں ہے۔

۳: علامہ سیوطی نے بحوالہ البیہقی اور الطیوریات للسلفی حضرت ابن عباس کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ اہل حضر موت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں بادشاہ نہیں ہوں محمد بن عبد اللہ ہوں، انھوں نے کہا ہم آپ کو آپ کے نام سے پکاریں گے؟ آپ نے فرمایا: میرا نام اللہ نے رکھا اور میں ابوالقاسم ہوں۔ انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم ہم نے ایک چیز چھپائی ہے بتلائیں وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ ایسا تو کاہن کرتے ہیں اور کاہن اور کہانت دوزخ میں ہوں گے۔ انھوں نے کہا: ہم کیسے جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی میں کنکریاں اٹھائیں اور فرمایا یہ میری رسالت کی گواہی دیں گی۔

﴿وَالصَّفِّ صَفًّا ۝ فَالزُّجَرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا﴾ [الصف: ۱-۳]

”قسم ہے ان (جماعتوں) کی جو صف باندھنے والی ہیں خوب صف باندھنا۔ پھر ان کی جو ڈانٹنے والی ہیں زبردست ڈانٹنا۔ پھر ان کی جو ذکر کی تلاوت کرنے والی ہیں۔“

یہ سورۃ الصفّات کی ابتدائی آیات مبارکہ ہیں۔ یہ بالاتفاق مکی سورت ہے۔ ترتیب مصحف میں اس سورۃ کا نمبر ۳۷ ہے۔ اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر ۵۶ ہے۔ یہ سورۃ الانعام کے بعد اور سورۃ لقمان سے پہلے نازل ہوئی۔ (الاتقان: ۱۱/۱)

اس کا مشہور نام تمام مصاحف میں ”الصفّ“ ہے۔ علامہ سیوطی نے الاتقان (۵۶/۱) میں فرمایا ہے: ”الحجری کے کلام میں میں نے دیکھا کہ اس کا نام سورۃ الذبح ہے مگر یہ قول مستند روایت کا محتاج ہے۔“ سورہ کا آغاز ”والصفّ“ ہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس کی کل ۱۸۲ آیات ہیں۔

سورۃ الصفّ کے بارے میں احادیث:

۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے میں تخفیف کا حکم دیتے تھے اور جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو سورۃ الصفّ کی قراءت کرتے تھے۔

(احمد: ۴۰۶/۲، نسائی، رقم: ۸۲۵ وغیرہ)

مسند احمد (۲۶/۲، ۴۰، ۱۵۷) میں ہے یہ سورت آپ صبح کی نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔

۲: ابن النجار کی تاریخ اور ابن ابی داؤد کی فضائل القرآن میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ



انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں۔ ایسے راویوں کی روایات سے قطعاً التفات نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دلائل و معجزات اور فضائل سورہ و اعمال کے لیے اس قسم کے راویوں پر اعتماد سراسر اصول شکنی ہے اور نہ ہی صحیح احادیث کی موجودگی میں ان کی کوئی حاجت و ضرورت ہے۔

### والصفّ:

”و“ قسمیہ ہے اور الصفّ یہ اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اصل ”الصف“ ہے جس کے اصل معنی کسی چیز کو خط مستوی پر کھڑا کرنا ہے۔ جیسے انسانوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا یا ایک لائن میں درخت وغیرہ لگانا۔ (مفردات)

اس کے معنی ہیں: قسم ہے ان جماعتوں کی جو صف باندھنے والی ہیں۔ اس سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام سعید بن جبیر، مسروق، مجاہد اور قتادہ وغیرہ سے منقول ہے بلکہ امام ابن جریر نے فرمایا ہے کہ اس پر اجماع ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ألا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها؟ فقلنا: يا رسول الله! وكيف تصف الملائكة عند ربها؟ قال: يتمون الصفوف الأول ويتراصون في الصف.)) (صحیح مسلم: ۴۳۰) ”تم اس طرح صف کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے رب کے ہاں کس طرح صف باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ پہلی صف مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فضلنا على الناس بثلاث: جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة، وجعلت لنا الارض كلها مسجدا، وجعلت تربتها لنا طهورا اذا

چنانچہ کنکریوں نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور انھوں نے کہا: ”نشہد انک رسول اللہ“ ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے مجھ پر کتاب اتاری ہے جس کے سامنے سے باطل آ سکتا ہے نہ ہی اس کے پیچھے سے۔ انھوں نے کہا ہمیں اس کتاب سے کچھ سنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الصفّ و رب المشارک تک تلاوت فرمائی۔ الخ (ملخصاً، الدر المنثور: ۲۷۱/۵) علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی مختصر اس کا ذکر کیا ہے۔

(فتح القدیر: ۳۸۵/۴)

مگر یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ علامہ سیوطی اور غالباً انھی کی اقتدا میں علامہ شوکانی نے جو اسے حضرت ابن عباس سے ابو نعیم کی دلائل النبوة سے نقل کیا تو دلائل النبوة (۲/۲۳۷، رقم: ۱۹۰) میں یہ حضرت انس بن مالک سے ہے۔ البتہ امام ابوطاہر سلفی کی الطبریات (رقم: ۱۲۴۶) میں یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ اور اس کی سند یوں ہے: ”سليمان بن داود الشاذكوني حدثنا الحكم بن ظهير عن الشعبي عن ابي مالك عن ابن عباس“ سليمان الشاذكوني معروف متروك ہے اور حکم بن ظہیر کو امام ابو حاتم، امام بخاری، ابوزرعہ، نسائی نے متروک کہا ہے۔ صالح جزرہ نے کہا ہے وہ حدیثیں گھڑتا تھا امام یحییٰ نے اسے لیس بشیء، اور کذاب کہا ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا اور ثقات سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔ اسی نے یہ روایت بنائی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو۔ (معاذ اللہ) تفصیل کے لیے تہذیب (۲/۴۲۸)، اور میزان (۱/۵۷۱) ملاحظہ ہو۔

ابو نعیم کی دلائل النبوة میں بھی یہ اسی ابویوب سلیمان بن داود المنقری قال ثنا الحكم بن ظهير عن ابن عباس بن داود المنقری وہی الشاذکونی ہے۔ یہ دونوں استاذ شاگرد متروک متہم بالکذب ہیں۔ اور مضطرب بھی ہیں کبھی وہ اسے ابن عباس سے اور کبھی

لم نجد الماء .)) (صحیح مسلم: ۵۲۲)  
 ”ہمیں لگوں پر تین وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند بنائی گئی ہیں، ہمارے لیے تمام (پاک) زمین کو مسجد بنادیا گیا ہے، اور جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی مٹی کو ہمارے لیے طہارت کا باعث بنادیا گیا ہے۔“  
 نماز میں صفوں کی درستی کا جس قدر اہتمام بیان ہوا ہے شائقین اس کے لیے الترغیب والترہیب (ج: ۱، ص: ۳۱۵ تا ۳۲۱) ملاحظہ فرمائیں۔  
 فرشتوں کی جو صفت یہاں بیان ہوئی ہے اس کا ذکر اسی سورۃ الصفّ میں یوں ہے:

﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصّٰفُّوْنَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝﴾

[الصف: ۱۶۴-۱۶۶]

”اور ہم میں سے جو بھی ہے اس کی ایک جگہ مقرر ہے۔ اور بلاشبہ ہم، یقیناً ہم صف باندھنے والے ہیں۔ اور بلاشبہ ہم،

یقیناً ہم تسبیح کرنے والے ہیں۔“  
 صف باندھنے والوں میں وہ فرشتے بھی ہیں جو عرش عظیم کے ارد گرد صف بستہ ہیں۔ چنانچہ سورۃ الزمر میں ہے:

﴿وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ [الزمر: ۷۵]

”اور تو فرشتوں کو دیکھے گا کہ عرش کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر رہے ہیں۔“  
 قیامت کے روز بھی فرشتے میدان محشر میں قطار اندر قطار کھڑے ہوں گے۔

﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ [النبا: ۳۸]  
 ”جس دن روح اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ [الفجر: ۲۲]  
 ”اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے جو صف در صف ہوں گے۔“

## دس کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور  
 کی طرف سے اہم اعلان

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل دس کتابیں مفت زیر تقسیم ہیں:

- |                                 |   |                          |
|---------------------------------|---|--------------------------|
| ۱: طلاق قرآن و سنت کی روشنی میں | ۲: مسلک اہل حدیث پر ایک نظر                 | ۳: صراطِ مستقیم کی پہچان |
| ۴: کتاب الکبائر                 | ۵: مسائل رمضان المبارک                      | ۶: مسائل زکاۃ            |
| ۷: مسلمانوں کے شب و روز         | ۸: عقیدہ کی خرابیاں اور ان سے بچنے کے طریقے |                          |
| ۹: آداب نماز                    | ۱۰: حرزِ اعظم                               |                          |

خواہش مند حضرات مبلغ پچاس روپے کے ڈاک ٹکٹ برائے ڈاک خرچ بھیج کر مفت طلب فرمائیں۔  
 ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل سات اشتہارات کا معروف فورکٹر مدلل رنگین اور خوب صورت مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ آنا ضروری ہے۔ لٹرچر کی تقسیم پندرہ شعبان تک جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

(مولانا) محمد یونس راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور، ضلع راجن پور، پنجاب۔ موبائل: 0333-8556473



تحفة الاخوان  
ترجمة  
کتاب ایمان

ترجمہ: ابو حمزہ و عبد الحمید المری

او قال مثقال شعيرة من إيمان أو قال مثقال  
حبة خردل من إيمان . فقال سلمان: فذلكم  
المقام المحمود . ))

”سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: آپ یعنی رسول  
اللہ ﷺ کو کہا جائے گا سوال کیجیے، آپ عطا کیے جائیں  
گے۔ سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ دعا  
کریں آپ کی دعا قبول کی جائے گی۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے  
ہیں: نبی ﷺ اپنا سراٹھائیں گے اور کہیں گے اے میرے  
رب! میری امت، دو یا تین مرتبہ کہیں گے۔ سلمان رضی اللہ عنہ  
کہتے ہیں کہ پس آپ سفارش کریں گے ہر اس شخص کے  
بارے جس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان  
ہو، یا فرمایا: جو کے برابر بھی ایمان ہو، یا فرمایا: رائی کے  
دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مقام  
محمود ہے۔“

۳۸۔ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:  
(( لا يزني الزاني وهو مؤمن ، ولا يشرب  
الخمير حين يشرب وهو مؤمن ، ولا ينتهب  
نهبة يرفع الناس فيها أبصارهم وهو  
مؤمن . ))

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی  
ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا، ایمان کی حالت میں  
شراب پینے والا شراب نہیں پیتا، اور نہ ہی ایمان کی  
حالت میں ایسا ڈاکا ڈالتا ہے جس کی طرف لوگ نظریں اٹھا

۳۶۔ عن عامر ابن سعد عن أبيه: (( أن نفرا  
أتوا رسول الله ﷺ فسألوه ، فأعطاهم ، إلا  
رجلا منهم ، فقال سعد: يا رسول الله  
أعطيتهم وتركنا والله إني لأراه  
مؤمنا ، فقال رسول الله ﷺ: أو مسلما؟  
فقال سعد: والله إني لأراه مؤمنا ، فقال  
رسول الله ﷺ: أو مسلما؟ فقال ذلك ثلاثا ،  
وقال رسول الله ﷺ ذلك ثلاثا . ))

”عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: بے شک  
ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، انھوں نے آپ  
ﷺ سے سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا مگر ایک  
آدمی کو نہیں دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ  
نے ان کو دیا اور فلاں آدمی کو چھوڑ دیا، اللہ کی قسم! بے شک  
میں اس کو مومن خیال کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا:  
بلکہ مسلمان، تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک میں اس کو مومن  
خیال کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: بلکہ مسلمان،  
سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ کہی اور رسول اللہ ﷺ نے  
بھی یہ بات تین مرتبہ کہی۔“

۳۷۔ عن سلمان قال: (( يقال له سل تعطه ،  
يعني النبي ﷺ ، واشفع تشفع ، وادع  
تجب ، قال فيرفع رأسه فيقول: رب أمتي  
مرتتين أو ثلاثا ، قال سلمان فيشفع في كل  
من كان في قلبه مثقال حبة حنطة من إيمان

کر دیکھیں۔“

۳۹۔ عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن، ولا يسرق حين يسرق وهو مؤمن، ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن، فإياكم إياكم.))

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: زانی مؤمن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا، اور نہ مومن ہونے کی حالت میں چوری کرتا ہے، اور نہ مومن ہونے کی حالت میں شراب پیتا ہے، سو تم بچ کر رہو (ان چیزوں سے۔)“

۴۰۔ عن ابن أبي أوفى قال: قال رسول الله ﷺ: ((لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن، ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن، ولا ينتهب نهبة ذات شرف يرفع المسلمون إليها رؤسهم وهو مؤمن.))

”ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں زنا کرتا زانی جس وقت وہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو اور نہیں چوری کرتا چور جس وقت وہ چوری کر رہا ہوتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور شرابی جس وقت شراب پی رہا ہوتا ہے اس وقت اس حال میں نہیں ہوتا کہ مومن ہو، اور نہ ہی ایسے ڈاکا ڈالتا ہے کہ جس کی طرف مسلمان سراٹھا کر دیکھیں اس حال میں کہ وہ مومن ہو۔“

۴۱۔ عن ابن أبي أوفى عن النبي ﷺ نحوه.

”ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔“

۴۲۔ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ((الحياء من الإيمان والإيمان في الجنة،

والبذاء من الجفاء والجفاء في النار.))

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں، اور فجس گوئی سرکشی سے ہے اور سرکشی آگ میں۔“

۴۳۔ عن جابر بن عبد الله أنه قال: ((قليل يا رسول الله أي الإيمان أفضل؟ قال: الصبر والسماحة، قيل: فأبي المؤمنين أكمل إيماناً؟ قال أحسنهم خلقاً.))

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا ایمان افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر اور سخاوت والا ایمان، کہا گیا: مومنوں میں سے سب سے زیادہ مکمل ایمان والا کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے زیادہ اچھے اخلاق والا۔“

۴۴۔ عن جابر قال قال رسول الله ﷺ:

((بين العبد والكفر ترك الصلاة.))

”جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز کو چھوڑنا ہے۔“

۴۵۔ عن جابر بن عبد الله عن النبي ﷺ نحوه.

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔“

### ضرورتِ رشتہ

خوبرو بیٹی عمر ۲۵ سال، تعلیم بی اے، بی ایڈ، خوش حال گھرانہ کے لیے برسر روزگار، کاروباری لڑکا جس کی ذاتی رہائش کا ہونا ضروری ہے۔ لاہور کے رہائشی لڑکوں کے والدین رابطہ کریں۔  
(رابطہ نمبر: 0300-4742551)

## سورة الفاتحه میں ہدایت کے اسباب

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر مشہور حسن آل سلمان

ترجمہ: خزیمہ رشید کیلانی

اسی لیے امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”انسان کو سورة الفاتحه پڑھتے ہوئے ہر آیت کے بعد سکوت اختیار کرنا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ وہ اللہ سے ہم کلام ہے، یہ بات سب جہاں کے لوگوں کے لیے ہے اور ان پر منطبق ہوتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ پر آوازیں مٹلتی نہیں ہوتیں، وہ ایک ہی وقت میں تمام مخلوق کی آوازیں سنتا ہے۔ نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ نبی ﷺ نے آواز سنی تو جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ نازل ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: آسمان میں ایک دروازہ کھلا ہے اور وہ فرشتہ نازل ہوا ہے جو کہ پہلے کبھی نازل نہیں ہوا، اور اس کے ساتھ سورة الفاتحه، سورة بقرہ کی آخری آیات تھیں، اور آپ کو وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جس سے آپ کی امت نے ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔ ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ میں پہلے سبب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ لہذا حمد کا برعکس اور متضاد ذم ہے، اور جس ذات سے آپ کو عقیدت و محبت ہو آپ اس کی تحقیر و مذمت نہیں کرتے۔ لہذا ایک سبب، اسباب ہدایت میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نفس سے محبت رکھتے ہیں۔ لہذا پہلا کلمہ ”الحمد لله“ یہ اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے۔

سنن ابن ماجہ میں صحیح سند سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب آدمی ”الحمد لله رب العالمین“ کہتا ہے تو فرشتہ ان کلمات کو لے کر اوپر چڑھتا ہے اور کہتا ہے: ”اے میرے رب! آپ کے فلاں بندے نے آپ کی حمد بیان کی ہے۔“ میں کیا اجر لکھوں؟“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جو اس نے کہا ہے تم وہی لکھو۔“ اور

ڈاکٹر مشہور حسن آل سلمان نے اپنے درس کا آغاز حدیث مبارکہ سے فرمایا۔

جان لو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ بے شک جس نے سورة الفاتحه کی تلاوت کی اسے سمجھا، یاد کیا اور سورة الفاتحه جن اعمال کا تقاضا کرتی ہے ان پر عمل کیا تو ایسا شخص ضرور بضرور ہدایت حاصل کر لے گا۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ کی سند سے ایک روایت ذکر ہوئی ہے جو کہ ہدایت کے حصول پر دلالت کرتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، جب میرا بندہ ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے۔“ اور جب ﴿الرحمن الرحیم﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میرے بندے نے میری ثناء بیان کی ہے۔“ جب آدمی ﴿مالک یوم الدین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔“ جب بندہ ﴿ایک نعبد و ایک نستعین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان معاملہ ہے۔“ اور جب بندہ ﴿اهدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یہ میرے بندے کے لیے ہے اور جو کچھ اس نے سوال کیا ہے وہ اسے ملے گا۔“

میں اس کو جزا دوں گا۔ لہذا عام بول چال میں حمد کی حیثیت ایسے ہے جیسے صبر کی اخلاق کے ہاں اور روزہ کی عبادت کے ہاں مقام و مرتبہ۔ پس کوئی فرشتہ مقرب نہ ہی کوئی نبی ان کلمات کی تفصیلی فضیلت جانتا ہے۔

انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی محبت کو سمجھے، اللہ تعالیٰ الحمد للہ بول کر فرماتے ہیں کہ تمام حمد و ثناء کے لائق اور مستحق حمد صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ ہر مقام ہر وقت تعریف اسی کے شایان شان ہے۔ ”لہ الحمد فی السماوات والارض“ لہذا اللہ ہی اپنی تمام صفات، جلال، جمال اور کمال کے ساتھ ثناء کا مستحق و لائق ہے۔ جس شخص نے صرف محبت کو پیش نظر رکھ کر اللہ کی عبادت کی اس نے زندگی کی راہ اختیار کی۔ جس نے امید کو اور صرف خوف کو ملحوظ خاطر رکھ کر عبادت کی اس نے بالترتیب مرجہ اور خوارج کی راہ کو پسند کیا۔ جب کہ رحمن و رحیم میں بھی فرق ہے۔ الرحمن والرحیم اللہ کی عظیم صفات ہیں اور یہ دونوں ایک ہی صفت میں جمع ہوتی ہیں جو کہ رحمت ہے۔

الرحمن وزن فعلان ہے، اور عرب قوم وزن فعلان کو کثرت پر دلالت کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ رحیم کا وزن فعلیل ہے جو کہ دوام و ثبات پر دلالت ہے۔

رحمن کی صفت دنیا و آخرت کے لیے ہے، خواہ کوئی کافر ہو یا مسلم، فاجر ہو یا نیک۔ جب کہ رحیم کی صفت سے وہی مستفید ہو سکتا ہے جو کہ اللہ سے دعا مانگے، اور اس کے راستے پر چلے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وكان بالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾

لہذا ایک مسلمان کے دل میں محبت، خوف، امید ضرور جمع ہونے چاہئیں۔ محبت، خوف اور امید کی نسبت مومن کی طرف ایک پرندے کی مانند ہے۔ محبت اس کا سر، جب کہ خوف و رجاء اس کے پر ہیں۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ جب بھی عبادت کرے، اعانت طلب کرے تو ان صفات کو جمع کرے اور عبادت میں ان صفات کو قائم و دائم رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾<sup>۱</sup>  
مفعول کو مقدم رکھا گیا ہے جب کہ فعل مؤخر ہے جو کہ حصر کا فائدہ دیتا ہے اور معنی کچھ یوں بنے گا:

”نہیں ہم عبادت کرتے مگر صرف تیری ہی۔“

سورة الفاتحہ میں درج ذیل اسباب ہدایت ذکر ہوئے ہیں:

۱۔ محبت، ۲۔ امید، ۳۔ خوف، ۴۔ ہدایت، ۵۔ نعمت۔

ڈاکٹر صاحب نے سورة الفاتحہ کی فضیلت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ فاتحہ جسموں اور روحوں کے لیے شفاء ہے اور اس کی دلیل بخاری و مسلم میں مذکور روایت ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم کے سردار کو ایک سانپ نے ڈس لیا۔ صحابی نے سورة الفاتحہ کا دم کیا تو سورة الفاتحہ اس مرض کی دوا بن گئی جس سے اس وقت کے اطباء عاجز آ گئے۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے قوموں کو عروج و زوال عطا فرماتے ہیں۔“ اور فرمایا: ”جو اللہ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے نبی اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ لہذا ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اللہ سے سوال کریں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے، اور اگر آپ ایسے راستے پر چلیں تو آپ ایسے راستے کو جان لیں گے جو اس راستے کا اہل ہے۔ اور آپ کو چاہیے کہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ آپ کو ان میں سے ہی بنادیں۔ لہذا جو کوئی ارادہ کرے کہ وہ مقام نعمت سے مقام ہدایت کی طرف سفر کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ صراط مستقیم کو پہچانے، اللہ سے سوال کرے کہ اے اللہ! مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنادے جن پر آپ نے اپنا انعام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشَّاهِدِ

وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ [النساء: ۶۹]

## امت مسلمہ میں شرک شبہات کا ازالہ

ابو عبد اللہ طارق، مدرس جامعہ رحمانیہ لاہور

یہ خبر دی گئی ہے کہ ”اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو پہلی امتوں کے نقش قدم پر ایسے چلیں گے جیسے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔“ (صحیح بخاری: ۷۳۲۰، صحیح مسلم: ۲۶۶۹)

تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ شرک کے علاوہ باقی چیزوں میں تو یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے البتہ شرک میں ایسا نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا کوئی خوف ہے۔ لیکن حقائق ان کے اس دعویٰ کو پر زور انداز میں رد کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بیماری کی حالت اور زندگی کے آخری ایام ہیں۔ پہلی قوموں کے اپنے انبیاء و صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا تذکرہ کرتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور اپنی امت کو ایسا کرنے سے ڈراتے اور منع فرماتے ہیں۔ اسی خوف کی وجہ سے آپ ﷺ کی قبر کو کھلائیں چھوڑا گیا۔

(صحیح بخاری: ۴۳۵، ۱۳۹۰، صحیح مسلم: ۵۳۱، ۵۲۹، ۵۳۲)  
درج ذیل حدیث میں بھی بنی اسرائیل کے شرک کا تذکرہ کرنے کے بعد اس امت کے لوگوں کی اس میں ان کی پیروی کرنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

عن ابی واقد الیشی رضی اللہ عنہ انہم خرجوا عن مکة مع رسول اللہ الی حنین، قال: وکان للکفار سدرۃ یعکفون عندها ویعلقون بها اسلحتهم یقال لہا ذات انواط فمررنا بسورۃ خضرۃ عظیمۃ، قال: فقلنا یا رسول اللہ ﷺ اجعل لنا ذات انواط فقل رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ قلت کما

قرآن و سنت کے مجموعی دلائل کو سامنے رکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امت مسلمہ میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے جو حق پر قائم رہ کر توحید کی نعمت کو سینے سے لگائے رکھیں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو راہ راست سے بھٹک کر شرک و خرافات کی ظلمت میں صراطِ مستقیم کو کھودیں گے اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لیں تو بھی یہی حقیقت کھلتی ہے اور ماضی میں بھی علماء و ائمہ نے اپنے اپنے زمانوں میں اس صورتِ حال کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس کو آشکارا کیا اور اس کے سد باب کے لیے کوششیں بھی کیں۔ عصر حاضر میں بھی حالات یہی گواہی دے رہے ہیں بلکہ اب تو زہر ہلاہل کو قند کے نام سے پیش کر کے یہ دعویٰ بھی کیا جانے لگا ہے کہ امت مسلمہ میں شرک پایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان اس میں مبتلا ہو سکتا ہے اور پھر جاہل عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے بعض احادیث کا مفہوم و مطلب بگاڑ کر یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہی تو خالص توحید ہے لیکن حقیقت میں یہی تو شیطانی چال ہے کہ لوگوں کے سامنے بدی بھی نیکی کے رنگ میں پیش کی جائے تاکہ دلوں سے احساسِ گناہ بھی جاتا رہے۔

نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس امت میں بھی لوگ پہلی امتوں کے نقش قدم پر شرک و بدعات کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کا مشاہدہ مزارات، آستانوں اور درگاہوں پر بہ خوبی کیا جاسکتا ہے اور اس کو سند جواز بخشے بلکہ صراطِ مستقیم قرار دینے کے لیے اس کے دلدادہ حضرات جو عذر گناہ تراش رہے ہیں یہ بھی اہل علم و نظر پر مخفی نہیں ہے۔ عوام کو دھوکے میں ڈالتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ احادیث میں جو



قال قوم موسى: اجعل لنا الها كما لهم آلهة  
قال: انكم قوم تجهلون . انها السنن لترکبن  
سنن من كان قبلکم سنة سنة . (سنن ترمذی:  
۲۱۸۰، السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۱۱۸۵، مسند  
احمد: ۲۱۸ / ۵ وقال شعيب الارنؤط: اسنادہ  
صحیح علی شرط الشیخین۔ مسند احمد  
بتحقیقہ: ۲۲۶ / ۳۶ طبع الرسالة)

اور یہی حدیث المعجم الکبیر للطبرانی (رقم: ۳۲۱۸)  
میں ”ونحن حدیثو بکفر وکانوا اسلموا یوم الفتح“  
کے الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

”ابو اقدیشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن نئے  
مسلمان ہونے والے لوگ (بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ  
سے (جنگ) حنین کی طرف نکلے اور کفار کے لیے میری کا  
درخت تھا جسے ذاتِ انواط کہا جاتا تھا اور وہ اس کے پاس  
عبادت کے لیے ٹھہر جاتے اور اس پر اپنا سلعہ لٹکایا کرتے  
تھے۔ پس ہم بھی ایک بہت بڑی سرسبز و شاداب میری کے  
پاس سے گزرے تو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ  
ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر کر دیں تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری  
جان ہے تم نے ایسی بات کہی ہے جیسی کہ موسیٰ کی قوم نے  
کہی تھی کہ ہمارے لیے ایک الہ مقرر کر دے جیسا کہ ان کے  
لیے الہ ہیں تو موسیٰ نے کہا: یقیناً تم جاہل قوم ہو۔“ (اور پھر  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو تم لوگ ضرور بالضرور پہلے  
لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے اور ان کا ایک ایک طریقہ  
(یعنی ہر ایک طریقہ) اختیار کر کے رہو گے۔“

اور انہی احوال و خطرات کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے:  
اللهم لا تجعل قبری وثناً، لعن الله قوما  
اتخذوا قبور انبيائهم مساجد۔ (مصنف

عبدالرزاق: ۸ / ۴۶۴، مسند احمد: ۲ / ۲۴۶، مسند  
حمیدی: ۱۰۲۵، التمهید لابن عبد البر: ۲ / ۳۲۷  
وقال محققه عبدالرزاق المهدي اسنادہ لا بأس به  
شیخ عبدالحق حنفی دہلوی حدیث کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں، رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللهم لا تجعل قبری وثناً یعبد۔ (التمهید لابن  
عبد البر: ۲ / ۳۲۶ وقال المهدي اسنادہ حسن)  
”اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا کہ لوگ اس کو پوجنے لگیں۔“  
پھر فرمایا: اس قوم پر خدا کا غصہ نازل ہوا جس نے اپنے انبیاء کی  
قبروں کو مساجد بنا لیا۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم: ۱۱۲۳۱ از شیخ عبدالحق حنفی دہلوی  
طبع محمد سعید انڈسٹریز مطبع سعیدی کراچی)

اور غلام رسول سعیدی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ترجمہ کرتے ہیں:  
”اور فرمایا: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا جس کی عبادت کی  
جائے۔“ (نعمۃ الباری: ۱۹۰/۲)  
اور یاد رہے کہ احمد رضا خان بریلوی ”زواج عن اقتراف الکبار“  
کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قوله صلى الله عليه وسلم لا تتخذوا قبری  
وثناً یعبد بعدی ای لا تعظموه تعظیم غیر کم  
لا وثانهم بالسجود له او نحوه فان ذلك  
کبیره بل کفر بشرطه۔ (التمهید لابن عبد البر:  
۲ / ۳۲۷ وقال المهدي حدیث صحیح)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت  
نہ بنانا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعظیم سجدے یا اس کے مثل نہ کرنا  
جیسے تمہارے اغیار بتوں کے لیے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے  
بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ  
(فتاویٰ رضویہ: ۲۲/۴۶۲ رضافاؤنڈیشن لاہور)

علامہ طیبی اور ان سے ملا علی قاری حنفی اسی حدیث کے تحت راقم ہیں:  
ای لا تجعل قبری مثل الوثن المعبود فی  
تعظیم الناس وعودهم للزيارة اليه بعد



عرس میلے لگاتے، ان بزرگوں اور ہستیوں کو فوق الفطرت اختیارات و صفات کا مالک سمجھتے تھے۔

اور عرب کے لوگ بھی زمانہ جاہلیت میں ایسے ہی کیا کرتے تھے اور پھر ذاتی نہیں بلکہ عطا کی اختیارات و صفات ہی سمجھتے تھے اور بعض نے تو خدا ہی کہہ ڈالا اور یہی چیزیں آج بھی لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ راقم ہیں:

”وثن“ بت ہے خواہ سونے چاندی کی مورتی ہو یا کسی اور چیز کا مجسمہ۔ اللہ کے علاوہ ہر وہ چیز جس کی عبادت کی جائے وہ ”وثن“ ہے خواہ وہ بت ہو یا کوئی اور چیز۔

عرب لوگ بتوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر خوف زدہ تھے کہ یہ بھی (ان چیزوں میں) گزشتہ امتوں کے نقش قدم پر نہ چل پڑیں۔ جب ان میں کوئی نبی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کے گرد عبادت کے لیے جم کر بیٹھ جاتے جیسا کہ بت کے ساتھ کیا جاتا ہے تو نبی ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا۔ (مسند احمد: ۲۸۶/۲) کہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے، سجدہ کیا جائے اور عبادت بجا لائی جائے۔ ان لوگوں پر اللہ کا شدید غضب نازل ہوا جنہوں نے ایسا کیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ اور ساری امت کو گزشتہ امتوں کے اس فعل سے ڈرا رہے تھے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں اور ان کو قبلہ و مسجد بنا لیا جیسا کہ بت پرست لوگوں نے بتوں کے ساتھ کیا۔ وہ ان کو سجدہ کرتے، ان کی تعظیم بجا لاتے تھے اور یہ شرک اکبر ہے۔

نبی ﷺ اس کام میں موجود اللہ کی ناراضگی اور غضب کی (اپنی امت کو) خبر دیتے ہیں اور اس بات کی بھی کہ آپ ﷺ ان کاموں کو پسند نہیں کرتے اور آپ ﷺ اپنی امت پر خوفزدہ بھی تھے کہ یہ بھی یہود و نصاریٰ کی پیروی میں ان طریقوں کو نہ اپنائیں اور آپ ﷺ اہل کتاب اور کفار کی مخالفت کو پسند کرتے تھے اور آپ کو اپنی امت پر ان کی اتباع کا خوف بھی تھا۔

کیا تم لوگ آپ ﷺ کے اس فرمان کو نہیں دیکھتے جو کہ عار

بدئہم واستقبالہم نحوہ فی السجود کما نسمع ونشاهد الان فی بعض المزارات والمشاهد۔ (شرح الطیبی: ۳/ ۹۶۰، مرقاۃ:

۲/ ۴۲۵، دوسرا نسخہ: ۲/ ۲۲۸)

”اے اللہ! میری قبر کو بت کی طرح نہ بنادینا کہ جس طرح لوگ بتوں کی تعظیم کرتے اور بار بار ان کی زیارت کرتے اور سجدوں میں ان کی طرف توجہ کرتے ہیں جیسا کہ بعض مزارات و مشاہد کے بارے میں ہم سنتے اور دیکھتے ہیں۔“ اور شرک و خرافات میں مبتلا کر دینے والی اس ناحق غلو آمیز تعظیم میں امت کے مبتلا ہو جانے کے خوف کی وجہ سے ہی آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

لا تطرونی کما اطرت النصارى ابن مریم فانما انا عبده فقولوا: عبد اللہ ورسولہ۔

(صحیح بخاری: ۳۴۴۵)

”مجھے حد سے مت بڑھانا جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو حد سے بڑھا دیا تھا۔ میں تو صرف اس کا ایک بندہ ہوں پس تم یہی کہا کرو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ۝۷۷﴾ [المائدہ: ۷۷]

”اے محمد! آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور ایسی قوم کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکی ہے۔ انہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ خود بھی راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔“

اور یہ ناحق غلو ہی تو تھا کہ انبیاء و صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا، ان پر عمارتیں بنائیں، عبادت خانے تعمیر کیے، وہاں دعائیں کرتے، منٹیں مانتے، نذر و نیاز پیش کرتے، چڑھاوے چڑھاتے اور حج کی طرح

دلانے اور ملامت کرنے کے انداز میں ہے۔ ”تم ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے جیسا کہ جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی سانڈے کی بل میں دخل ہوا تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ (التمہید: ۳۲۷/۲ دوسرا نسخہ: ۲۵/۵)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم .)) (ابوداؤد: ۲۰۴۲، مسند احمد: ۳۶۷/۲) اس حدیث کا ترجمہ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی یوں کرتے ہیں: ”اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔“

(مشکاۃ مترجم: ۲۴۰/۱ طبع محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذا إشارة الى سد مدخل التحريف كما فعل اليهود والنصارى بقبور انبيائهم وجعلوها عيدا وموسما بمنزلة الحج .

(حجة الله البالغة: ۷۷/۲)

اس حدیث میں تحریف کے اس دروازے کو بند کرنے کی (کوشش) کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے۔ انھوں نے انھیں حج کی طرح موسم اور عید بنا ڈالا تھا۔

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

ثم اجماعا فان اعظم المحرمات واسباب الشرك الصلاة عندها واتخاذها مساجد او بناءها عليه . (روح المعانی: ۲۳۸/۱۵)

”اس پر اجماع ہے کہ سب سے بڑی حرام اور شرک کیا سبب میں سے مزارات کے پاس نماز پڑھنا اور ان پر

مسجدیں اور عمارتیں بنانا ہے۔“

احمد رضا خان بریلوی ”طواف“ کے متعلق رقم طراز ہیں کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے۔ (ملفوظات، ص: ۷۷)

آستانوں اور درگاہوں پر ہونے والے عرس و میلہ جات جس طرح حج کی مانند موسم اور عید کا منظر پیش کرتے ہیں اور پھر وہاں پر ہونے والے شرکیہ افعال و عبادات، بنی اسرائیل کی طرح اس امت کے لوگوں میں بھی خرافات و شریکات در آنے پر روز روشن کی طرح واضح ثبوت ہیں۔

سلاطین باہو کے مزار پر طواف بلکہ گنتی کر کے سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور پھر مزار پر نذر پوری کرنے، نیاز دینے، منت مانگنے اور دعا کرنے کے بعد ساتھ ہی احاطہ میں موجود پیری کے ایک بہت بڑے درخت کے نیچے بے اولاد اور اولاد زینہ سے محروم حضرات اپنے دامن پھیلائے گھنٹوں اس امید پر بیٹھے رہتے ہیں کہ جس کے دامن میں بیر کا پھل گرے گا بابا جی اسے بیٹے سے نوازیں گے اور اگر پتہ گے گا تو بیٹی ملے گی۔ عرس کے دنوں میں تو چوبیس گھنٹے یہی صورت حال ہوتی ہے اور راقم اس کا معنی شہد ہے۔

اور شہباز قلندر کے مزار پر تو باقاعدہ حج کیا جاتا اور اسی نیت سے اس کی طرف سفر بھی کیا جاتا ہے اور ”حج فقیر بر آستانہ پیر“ کے نام سے تو کتابیں بھی موجود ہیں اور لاہور میں گھوڑے شاہ کے مزار پر تو گھوڑوں کے بت رکھے ہوئے ہیں جن کی پوجا پاٹ ہوتی ہے۔ بالخصوص عورتیں پیش پیش نظر آتی ہیں۔ اور پاکپتن میں تو بہشتی دروازہ سے گزر کر لوگ جنت میں بھی چلے جاتے ہیں۔

○..... امت مسلمہ میں شرک کے نہ آنے کو ثابت کرنے کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا تھا۔ اب اگر مسلمانوں میں بھی شرک پایا جاسکتا ہے تو پھر اس سے روکنے والا کوئی نبی بھی آنا چاہیے۔ جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو امت میں شرک بھی نہیں پایا جاسکتا۔

محترم قارئین کرام! شرک کے دلدادہ حضرات کی اس نزالی منطق

پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ امت مسلمہ بھی شرک نہیں کرتی اور نہ ہی اس کا کوئی خوف ہے۔ لیکن یہ حدیث ان حضرات کے مفاد پر ہرگز دلالت نہیں کرتی کیونکہ

ا: دوسرے دلائل اور امت کے حالات کو سامنے رکھیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر شرک نہیں ہوتی۔ البتہ ایسے لوگ ہوں گے جو شرک کے مرتکب ہوں گے۔

ب: علامہ عینی حنفی اس حدیث کے بارے میں رقم طراز ہیں:

قوله ﴿مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرَكَوا بَعْدِي﴾  
معناه: علی مجموعکم لأن ذلك قد وقع من البعض والعياذ باللہ تعالیٰ . (عمدة القاری: ۲۱۶/۶ دار الفکر بیروت)

ب: ..... اور ملا علی قاری حنفی بھی رقم طراز ہیں:

﴿وَأَنِّي لَسْتُ أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرَكَوا بَعْدِي﴾  
مجموعکم ﴿ان تشرکوا بعدی﴾ لأن ذلك قد وقع من بعض . (مرقاۃ: ۱۱/۱۰۴، دوسرا نسخہ: ۲۳۷/۱۱)

ج: ..... علامہ ابوالعباس احمد بن قسطلانی فرماتے ہیں:

أَيُّ مَا أَخَافُ عَلَىٰ جَمِيعِكُمُ الْإِشْرَاقَ بَلْ عَلَىٰ مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذَلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ . (ارشاد الساری: ۲/۴۴۰، طبع: ۱۹۸۸ بیروت)

د: ..... حافظ ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں:

قوله ﴿مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرَكَوا﴾  
مجموعکم لأن ذلك قد وقع من البعض أعاذنا الله تعالى . (فتح الباری: ۲/۲۷۱)

س: ..... ان تمام عبارات کا ترجمہ ایک جیسا ہی ہے جو کہ مولانا

غلام رسول سعیدی بریلوی کی اس عبارت میں آ جاتا ہے:

”آپ نے فرمایا: مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے

پر تجب کیے بغیر نہ رہ سکیں گے کیونکہ شرک کی طرح ارتداد، قتل ناحق، زنا، چوری وغیرہ دیگر جرائم سے منع کرنا اور لوگوں کی اصلاح بھی انبیائے کرام علیہم السلام کے فرائض بعثت میں شامل ہوتا تھا۔ قوم کو خاص طور پر ناپ تول میں کمی بیشی سے منع کرنا شعیب علیہ السلام کی اور اسی طرح قوم کو لواطت سے منع کرنا حضرت لوط علیہ السلام کی بعثت کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ تو کیا ان مفکرین مغالطہ بازوں کی جانب سے امت محمدیہ میں شرک کی طرح دیگر جرائم کے وجود سے بھی انکار کر دیا جائے گا یا پھر ان کی اصلاح کے لیے کسی دوسرے نبی کی آمد کا انتظار ہے؟ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد تو کوئی دوسرا نبی نہیں آ سکتا اور شرک سمیت دیگر جرائم بھی اس امت کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں اور کوئی بھی صاحب علم و بصیرت اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور آپ ﷺ کے بعد دین اسلام قرآن و سنت کی صورت میں محفوظ و موجود ہے اور اس کی راہنمائی میں دین کی تبلیغ و اشاعت، کافروں کو دعوت اسلام اور شرک سمیت تمام خرافات اور برائیوں سے امت کی تطہیر و اصلاح کی ذمہ داری انبیاء کے حقیقی وارث علماء ربانی کے کندھوں پر ہے لہذا یہ کہنا کہ ”اب دوسرا نبی نہیں تو اس امت میں شرک بھی نہیں پایا جاسکتا۔ یہ سراسر دھوکا اور علم و دانش سے بھی خالی ہے اور لوگوں کے حالات و عقائد بھی اس کی نفی کرتے ہیں۔

۵: ..... امت مسلمہ میں شرک کے پائے جانے کا انکار کرنے والوں کی جانب عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرَكَوا

بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا

فِيهَا .)) (صحیح بخاری: ۱۳۴۴، صحیح

مسلم: ۲۲۹۶، مسند احمد: ۴/۱۴۹)

”اور اللہ کی قسم! بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم (سب)

میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تم پر یہ خطرہ ہے کہ تم

دنیا میں رغبت کرو گے۔“ (ترجمہ از مولانا غلام رسول سعیدی،

نعمۃ الباری: ۳/۵۱۰، طبع اول)

کہ تم مجموعی طور پر مشرک ہو جاؤ گے اگرچہ بعض مسلمان مشرک ہو گئے۔“ (نعیمۃ الباری: ۵۱۴/۳ طبع اول)

۲: محترم قارئین! عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی اس درج بالا حدیث کو عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کے تناظر میں بھی دیکھیں اور ان دونوں حدیثوں میں اسلوب بھی بالکل ایک جیسا ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فواللہ لا الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى عليكم ان تبسط عليكم الدنيا۔ (صحیح بخاری: ۳۱۵۸، صحیح مسلم: ۲۹۶۱)

”اللہ کی قسم! مجھے تم پر یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم فقیر بن جاؤ گے لیکن مجھے تم پر یہ خطرہ ہے کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی۔“

تو کیا کوئی صاحب علم و بصیرت یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ امت مسلمہ میں فقر و تنگ دستی موجود نہیں۔ کوئی مسلمان فقیر و تنگ دست نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا اندیشہ و خطرہ ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ مجھے تم پر تنگ دستی کا خوف نہیں ہے۔ لیکن کوئی بھی عقل مند ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ امت کے اندر فقر و فاقہ اور اس میں مبتلا فقیر لوگ موجود ہیں بلکہ ذلت آمیز غربت اور ہلاکت خیز تنگ دستی بھی موجود ہے حتیٰ کہ اس وجہ سے خود کشی کے واقعات بھی رونما ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ مفکرین امت مسلمہ میں فقر و تنگ دستی اور غریب لوگوں کے وجود کا بھی انکار کر دیں گے۔ جب کہ اس حدیث میں تو مجموعی طور پر امت کے فقر و تنگ دستی میں مبتلا نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ مسلمان مالدار بھی ہوں گے اور فقیر و تنگ دست بھی۔

”اور اللہ کی قسم بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم (سب) مشرک ہو جاؤ گے۔“ (نعیمۃ الباری: ۵۱۴/۳ طبع اول)

اور ان سب نے یہ گواہی بھی دی کہ اس امت کے لوگوں میں بھی شرک واقع ہو چکا ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا يقبل الله من مشرك، أشرك بعد ما أسلم، عملا حتى يفارق المشركين إلى المسلمين.)) (ابن ماجہ: ۲۵۳۶)

”اللہ تعالیٰ مشرک سے جو اسلام قبول کرنے کے بعد شرک کرے، کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ یہاں تک کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ نہ مل جائے۔“

یہ حدیث بھی مسلمان کے شرک میں مبتلا ہو جانے کے بارے میں نص صریح ہے اور ”اسلام قبول کرنے کے بعد شرک کرے۔“ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ”یہاں تک مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ نہ مل جائے“ سے مراد یہ ہے کہ شرکیہ عقائد و اعمال اور طور طریقے چھوڑ کر اسلامی عقائد و اعمال کو اپنالے، اور ”اسلام لانے کے بعد شرک کرنے والے کے کسی عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔“ اس بارے میں واضح ہے کہ یہاں شرک اکبر اور اس کے مرتکب لوگوں کی بات ہو رہی ہے کیونکہ شرک اکبر پر موت کی صورت میں انسان کے باقی تمام اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ (الانعام: ۸۸، الزمر: ۲۵)

جب کہ شرک اصغر کی صورت میں وہی عمل ضائع ہوگا جس میں اس کی آمیزش ہوگی نہ کہ باقی بھی تمام اعمال۔ اور مسلمان لوگوں کے شرک میں مبتلا ہونے کے بارے میں درج ذیل آیت کریمہ بھی نص صریح ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾

[یوسف: ۱۰۶]

”اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی شرک ہی کرتے ہیں۔“ (ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی، تبيان القرآن: ۵۵/۸ طبع رابع ستمبر ۲۰۰۵ء) (جاری ہے)

## کیا حساب تقویم کی رو سے سنہ ہجری کے دن اور تاریخ کا تعین ہو سکتا ہے؟

جناب مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

اس کے علاوہ علمائے ہیئت اس بات پر متفق ہیں کہ جو مقدریں اعمال رویت ہلال کے اواخر میں فرض کی گئی ہیں وہ ایسے ابعاد ہیں جن پر صرف تجربہ سے واقفیت حاصل کی گئی ہے، حالانکہ دیکھنے میں علم ہندسہ کے اعتبار سے ایسے حالات پیش آتے رہتے ہیں کہ جن کی بنا پر جو چیز آنکھوں سے محسوس ہوتی ہے اس میں بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے فرق ہوتا رہتا ہے، نیز فلکی حالات میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے جس کی بنا پر اگر کوئی غور کرنے والا منصف مزاج غور و تامل سے کام لے تو رویت ہلال کے بارے میں نفی یا اثبات میں کوئی حتمی حکم نہیں لگا سکتا، خاص طور پر جب کہ چاند اس بعد مفروض کی انتہا کے قریب ہو۔“ (ص: ۱۹۷، ۱۹۸)

ملاحظہ فرمائیے، یہ ہے بیرونی کی تصریح کی ”کوئی صاحب فن جو انصاف سے بہرہ ور ہو اور غور و تامل سے پوری طرح کام لیتا ہو، وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ رویت ہلال کے متعلق نفی یا اثبات میں کوئی قطعی یا حتمی حکم لگا دے،“ بیرونی نے یہ دعویٰ علم و فضل کی روشنی میں کیا ہے، جن کے وجوہ و دلائل کی تفصیل گزر چکی ہے۔ آج ریاضی کا فن بڑی ترقی کر گیا ہے۔ تاہم ابھی تک بیرونی کے اس دعوے کی علمی تردید نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ اب تک رویت ہلال کی کوئی ایسی صحیح تقویم دنیا کے سامنے مرتب ہو کر نہیں آئی کہ جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو۔

ماہ ہلال حقیقی کے حساب میں ایک دو دن کا فرق ہو جانا روزمرہ کی بات ہے۔ چنانچہ عصر حاضر کے مشہور موقت سید محمد بن محمد بن عبد اللہ اپنی مشہور کتاب مجموعۃ البیواقیۃ العصریۃ میں لکھتے ہیں:

ثم اعلم ایضا انه قد یوافق اول الشهر

اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ باطنیہ فرقہ نے جو شیخ اہل بیت کا مدعی ہے، البیرونی نے قاعدہ مذکور کو عمل میں لا کر ایک حساب پیش کیا ہے، جس کے بارے میں اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اسرار نبوت میں سے ہے۔ حالانکہ یہ سارا حساب اسی قاعدہ پر مبنی ہے، صاف صاف اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں اثبات یا نفی میں کوئی قطعی اور حتمی حکم لگانا اہل فن کی استطاعت سے خارج ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”اور میں نے اس جماعت کے ایک سربرآوردہ شخص کو دیکھا

کہ اس نے مجرد اس گوشوارے کو لے کر جو حبش نے اپنی زیچ

میں اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ کواکب کے حساب میں جو

تاریخ مستعمل ہوتی ہے اس کی تصحیح کی جائے..... اپنی قوم

کے قدم بہ قدم چلتے ہوئے ایک کتاب تصنیف کی جس میں

رویت ہلال کے تلاش کرنے والوں پر طعن و تشنیع کی، ان کو

برا بھلا کہا اور عار دلائی کہ یہود و نصاریٰ کو تو اپنے روزوں

کے لیے اور مہینوں کی پہلی تاریخ معلوم کرنے کے لیے

رویت ہلال کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ ان کے پاس اس

کے گوشوارے موجود ہیں، اور اہل اسلام مشتبہ حالات میں

پڑے ہوئے ہیں، لیکن اگر یہ شخص حبش کی زیچ میں اس مجرد

جدول کے مقام سے آگے بڑھ کر ذرا اس مقام تک آتا کہ

جہاں رویت ہلال کے بارے میں اصحاب ہیئت کے اعمال

کا ذکر ہے اور ان اعمال کی کیفیات پر اور ان حقائق پر مطلع

ہوتا جن پر یہود و نصاریٰ کا عمل ہے تو اسے پتا چلتا کہ یہود

و نصاریٰ جس طرف گئے ہیں مشتبہ دراصل وہی ہے اور امید

ہے کہ جو شخص سابق میں ہماری بیان کردہ تفصیلات سے

واقف ہو گا وہ ہماری اس بات کی تصدیق کرے گا۔



بالحساب اولہ بالہلال، وقد يتقدم الحساب عن الهلال وقد تتوالى اربعة اشهر ثلاثون ثلاثون يوما وثلاثة اشهر تسعة وعشرون يوما بالهلال ولا يتوالى اكثر من ذلك. واما الحساب فدائما شهر ثلاثون وشهر تسعة وعشرون لا تتغير.

(ص: ۱۹۴، طبع مصر ۱۳۴۹ھ)

”پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کبھی مہینہ کی پہلی تاریخ جو حساب کی رو سے ہوتی ہے وہی ہلال کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے اور کبھی حساب میں مہینہ ہلال سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہلال کے لحاظ سے مسلسل چار ماہ تیس تیس دن کے اور تین ماہ انتیس انتیس دن کے ہو جاتے ہیں، مگر یہ تسلسل اس سے زیادہ نہیں رہتا۔ لیکن حساب کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ماہ تیس کا ہوتا ہے اور دوسرا انتیس کا اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔“

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ تقویم کا حساب اصطلاحی ماہ و سال پر مبنی ہے، اور مسلمانوں کا حساب حقیقی ماہ و سال پر۔ اس لیے ہر دن اور ہر تاریخ میں ان دونوں کا مطابق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس لیے اختلاف کی صورت میں بجائے اس کے کہ تقویم سے مؤرخین کے بیان کردہ دنوں اور تاریخوں کو جانچا جائے، علم و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ خود مؤرخین کے بیان کردہ دنوں اور تاریخوں سے تقویم کو درست کر لیا جائے۔ کیونکہ مؤرخین اسلام نے اپنی تصانیف میں ہر دن کی وہی تاریخ لکھی ہے جو رویت ہلال کے لحاظ سے اس روز ان کے یہاں تھی، اور یہی تاریخ حقیقی تاریخ ہے، اور اسی کا شرع میں بہ نص قرآنی اعتبار ہے۔

### ماہانہ درس قرآن

مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث لاہوری گیٹ چنیوٹ میں ۹۴ واں ماہانہ درس قرآن ۲۹ اپریل ۲۰۱۳ء بروز پیر بعد نماز عشاء ہوگا۔ حافظ عبدالباسط شیخ پوری درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔  
(قاری عبدالرزاق ثار، خطیب مسجد ہذا)

## اعلان داخلہ

### خصوصیات و امتیازات

- پانچ سالہ درس نظامی ○ ایف۔ اے، بی۔ اے کی تعلیم (لازمی) ○ کمپیوٹر تعلیم ○ محنتی اور قابل سٹاف ○ پرسکون اور صاف ستھرا تعلیمی ماحول
- نحو و صرف کے اجراء اور ادب و انشاء کی طرف خصوصی توجہ ○ طلباء کی تفریری و تبلیغی تربیت کیلئے ہفتہ وار بزم ادب اور ماہانہ مناظرہ و مقابلہ جات کا اہتمام
- پرسکون لائبریری اور اخبارات و رسائل کا انتظام ○ درسی کتب کی مفت فراہمی و علاج معالجہ ○ بہترین معیاری قیام و طعام کا انتظام
- لوڈ شیڈنگ کا متبادل انتظام ○ کھیل اور سیر و تفریح کیلئے وسیع و عریض پارک ○ پہلے سچ میں 31 طلباء کی خوش اسلوبی سے کامیاب فراغت
- نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کے لیے خصوصی انعامات اور ماہانہ سکالرشپ
- وفاق المدارس کے امتحانات کا اہتمام

مولانا محمد شفیق مدنی (مدیر)

J3/504 جوہر ٹاؤن نزد ایکسپریس سٹریٹ لاہور

0300-4458717, 0331-4597493

ایڈریس  
رابطہ

میٹرک پاس یا میٹرک کے امتحان سے فارغ طلباء داخلہ کے اہل ہیں۔

داخلہ 20 مئی 2013ء تک جاری رہے گا۔



## بناؤ سنگھار شوہر کا حق

ام عبدنیب

سنگھار لازم و ملزوم ہے، دلہن کے بغیر بناؤ سنگھار کا قدیم معاشروں میں کوئی تصور نہیں تھا۔

اپنے اپنے قبیلے کے رسم و رواج اور استطاعت کے مطابق شادی پر دلہن تیار کرنے کے لیے لباس، زیور اور میک اپ کی چیزوں کا رواج ہر معاشرے میں موجود رہا ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی کے لیے اختیاری زیب و زینت خصوصاً تین چیزیں، معیوب، بے محل بلکہ ممنوع اور گناہ خیال کی جاتی تھیں:

☆ دلہنوں والا لباس اور رنگ پہننا

☆ دلہنوں کے لیے مخصوص زیورات مثلاً ٹکے، جھومر، گلوبند، کنٹھا، کانٹے، پنجاگلہ، پازیب وغیرہ پہننا، اسے معمولی زیور، مثلاً: بالیاں، چھلا، کوکا، عام کالج کی چوڑیاں پہنائی جاتی تھیں۔

☆ بناؤ سنگھار کی چیزوں کا استعمال نہیں کر سکتی تھی یہاں تک کہ بعض معاشروں میں سرمہ لگانا اور دنداسہ کرنا بھی اس کے لیے اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔

اس طرح جب لڑکی پہلی بار دلہن کے روپ میں نظر آتی تو اس کا حسن مزید نکھر جاتا، شوہر کے لیے اس کا سراپا آن دیکھا اور اچھوتا حسن ہوتا تھا لیکن دورِ حاضر میں ہر لڑکی کو روزِ دلہن بنایا جاتا ہے، نامعلوم کس لیے؟

اسلام میں بھی عورت کو شوہر کے حوالے کرتے وقت اس کا بناؤ سنگھار کرنا پسندیدہ ہے۔ امہات المؤمنین اور صحابیات میں یہ دستور تھا کہ وہ دلہن کو غیر معمولی رنگ کا لباس پہنائیں اور اس کی کنگھی چوٹی کر کے اس کے چہرے پر زعفران کی خوشبو لگا دی جاتی، جس کی خوشبو بھی ہوتی اور رنگ بھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے وقت دلہن بنا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ (بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی عائشہ رضی اللہ عنہا)

عورت کا بناؤ سنگھار اور اس کی ہر قسم کی زیب و زینت اصلاً اس کے شوہر کے لیے ہے۔ شوہر کا حق ہے کہ وہ اس کے سراپے کے ساتھ ساتھ، اس کے زیور، لباس اور ناز و انداز سے محظوظ ہو، اسے دیکھے اور عورت پر بھی یہ فرض ہے کہ وہ یہ سب کچھ اپنے شوہر ہی کو دکھائے اور اپنے شوہر کو ہی اپنے حسن سے لطف اندوز ہونے کا بلا تکلف موقع مہیا کرتی رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے عورت کی تعریف کرتے ہوئے بتایا:

خَيْرُ النِّسَاءِ مَنْ تَسَرَّكَ اِذَا بَصُرْتَ ، تُطِيعُكَ اِذَا اَمَرْتَ وَتَحْفَظُ غَيْبَتَكَ فِي نَفْسِهَا وَمَالِكَ .

(صحیح الجامع الصغیر و زیادہ لالہ بانی: ۳۲۹۴)

”بہترین بیوی وہ ہے جس کی طرف تو دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے اور جب تو کسی بات کا حکم دے تو اسے بجالائے اور تیری عدم موجودگی میں تیرے مال اور اپنی ذات کی حفاظت کرے۔“

خوش کر دینے سے مراد عورت کا ہنستا مسکراتا چہرہ اور اپنے شوہر کے لیے محبت اور فداکاری کا رویہ بھی ہے اور اس سے مراد عورت کا اپنے جسم اور لباس کو اس طرح آراستہ رکھنا بھی ہے کہ اسے دیکھ کر مرد کو اچھا لگے۔

عورت پر فرض ہے کہ وہ شوہر کی پسند کا لباس پہنے، اس کی پسند کے زیور پہنے اور اس کی پسند کی زیب و زینت کرے البتہ ان کے حوالے سے جن امور سے شریعت نے منع کیا ہے ان سے ہر صورت بچے اور اس سلسلے میں شوہر کی اطاعت نہ کرے۔

شادی پر بناؤ سنگھار:

زیب و زینت شوہر کا حق ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسے بناؤ سنگھار کر کے شادی پر ہی دلہن بنایا جاتا ہے، دلہن اور بناؤ

لباس پر کثیر رقم خرچ کرنا اور اسے ہندوؤں یا عیسائیوں کی دلہنوں جیسا بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ایک لباس بنا لیا جائے اور اس سے ہر دلہن کو سنوارنے کا کام لے لیا جائے تو یہ سب سے بہتر طریقہ ہے، اس طرح ہر دلہن کے لباس پر اٹھنے والی رقم بچائی جاسکتی ہے۔

بیس بیس ہزار روپے کی قیمت والے یا اس سے بھی زیادہ مہنگے لباس بنانا اسراف ہے جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ تین سے پانچ ہزار روپے تک میں بھی اچھا لباس تیار کیا جاسکتا ہے۔

شادی پر بھی حرام زیب و زینت سے اجتناب کیا جائے گا:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، بیماری کی وجہ سے اس کے سر کے بال گر چکے تھے۔ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! لڑکی کا خاوند کہتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں دوسرے بالوں کا چوٹلہ لگا دوں۔ آپ نے فرمایا: ہرگز ایسا نہ کرنا، بال جوڑنے والیوں پر اور بال جوڑانے والیوں پر تو لعنت کی گئی ہے۔ (بخاری: ۵۹۴۱، مسلم: ۵۵۳۲)

دلہن کا سنگھار کس وقت؟

ہمارے یہاں عموماً دلہن کو درج ذیل مواقع پر دلہن بنایا جاتا ہے:

- ☆ منگنی پر
  - ☆ نکاح پر
  - ☆ رخصتی کے وقت
  - ☆ دلہا کے پاس بھیجتے وقت
  - ☆ ولیمے والے دن
  - ☆ شادی کے بعد دعوت کے مواقع پر
- شرعاً دلہن کا بناؤ سنگھار مہمان مردوں اور عورتوں کے لیے نہیں ہے بلکہ شوہر کے لیے ہے۔

☆ شرعاً منگنی کوئی تقریب ہے نہ دلہن کے سنگھار کا موقع محل بلکہ یہ تو صرف لڑکے لڑکی کے والدین کے درمیان ایک معاہدہ کی شکل ہے کہ وہ ان کا باہم نکاح کر دیں گے۔ اور کسی دوسری جگہ نکاح کا وعدہ نہیں کریں گے لہذا منگنی کرنا، تقریب کرنا، مووی بنانا، منگیتروں کو اکٹھے بٹھانا، کھانا کھلانا ان سب رسومات کا کوئی جواز نہیں ہے لہذا عورت کو دلہن بنانا بھی درست نہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: منگنی اور منگیتر)

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر سے واپسی کے موقع پر راستے ہی میں نکاح کیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہمراہ تھیں، انہوں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی گنگھی کی اور بنایا سنوارا۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جسم پر یا کپڑے پر زردی کا نشان (زعفرانی رنگ) دیکھا تو اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، آپ نے پوچھا: کتنے مہر پر۔ انہوں نے جواب دیا: ایک کھجور کی کٹھلی برابر سونے کے مہر پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو چاہے وہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

(صحیح بخاری: ۵۱۶۷)

مردوں کے لیے رنگ دار خوشبو لگانا جائز نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے جب سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جسم یا کپڑے پر اس کا اثر دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ انہوں نے نکاح کیا ہے اور بیوی کے جسم یا چہرے پر لگی ہوئی خوشبو کا نشان آپ کے کپڑے پر لگ گیا ہے، اس سے پتا چلتا ہے کہ دلہن کو رنگ دار خوشبو لگانا مستحب ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو نکاح پر نہیں بلاتے تھے اور نہ ہی آپ یہ خواہش رکھتے تھے کہ نکاح میں شامل ہوں لہذا لوگوں کو نکاح پر بلانا ضروری نہیں ہے بلکہ سادگی سے نکاح کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگوں کو نہ بلایا جائے البتہ ولیمہ کی دعوت کھلانا سنتِ موکدہ ہے۔

عبدالواحد بن ایمن کہتے ہیں کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک بار میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا۔ اس وقت وہ ایک ایسا کرتا پہنے ہوئے تھیں جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی۔ انہوں نے مجھ سے کہا: دیکھو! میری لوٹدی یہ کرتا پہننے میں عار محسوس کرتی ہے حالاں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس ایک ہی کرتا ہوتا تھا جس عورت کو بننے سنوارنے کی (دلہن بننے کی) ضرورت ہوتی وہ یہ کرتا مجھ سے مستعار منگوا لیتی۔ (بخاری: ۱۵۲، کتاب الہبہ)

معلوم ہوا کہ دلہن کو شادی پر بنانا سنوارنا اسلامی روایت ہے اور اس بنانے سنوارنے میں اس کا غیر معمولی لباس بھی شامل ہے لیکن اس

رسومات، دعوتیں اور ان میں شرکت)

حاصل یہ کہ دلہن کا سنگھار صرف اس وقت کیا جائے گا جب وہ شوہر کے گھر میں ہو اور اسے شوہر کے سامنے پیش کرنا ہو۔ اس کے بعد عورتوں کے دلہن کو بنانے سنوارنے کی ضرورت نہیں رہتی، عورت از خود اپنے آپ کو آسانی سے بنا سنوار لے، بس اتنا ہی کافی ہے۔  
دلہن کو بیوی پارلر پر تیار کیا جائے یا گھر میں:

دلہن کو شوہر کے لیے تیار کرنا اس لیے ہے کہ اس کی شکل و صورت اور لباس وغیرہ شوہر کو اچھا لگے اور وہ اس کی طرف مائل ہو لہذا دلہن کو سادہ اور معمولی انداز ہی میں میک اپ کیا جاتا تھا۔ اہمات المؤمنین اور صحابیات کے ہاں دلہن کے بناؤ سنگھار کے لیے درج ذیل امور کا کوئی تصور نہیں تھا۔

☆ دلہن کے لیے میک اپ کی مہنگی چیزیں خریدنا  
☆ دلہن کی رخصتی سے کئی روز قبل ہی اسے مختلف کریمیں اور لوشن استعمال کرنا تا کہ اس کا رنگ گورا ہو جائے یا جلد ملائم ہو جائے۔  
البتہ اگر وہ کمزور ہو تو اسے ایسی غذائیں کھلا سکتے ہیں جن سے اس کی صحت بہتر ہو جائے۔

☆ دلہن کو بنانے سنوارنے کے لیے سنگھار خانے یا بیوٹی پارلر بنانا  
☆ بناؤ سنگھار کے لیے خواتین کا باقاعدہ فن سیکھنا  
☆ عورت کا ہر موقع پر بننا سنورنا

عہد رسالت میں دلہن کو تیار کرنے میں اہم کام سر کے بالوں کی کنگھی کرنا تھا، بالوں کی مینڈھیاں گوندھی جاتی تھیں اور یہ کام عورت خود نہیں کر سکتی تھی بلکہ کوئی دوسری عورت ہی کرتی تھی۔ اس کام کے لیے مشاطہ بھی ہوتی تھیں جنہیں بلا کر ان سے کنگھی کروائی جاتی۔ دلہن کے گالوں پر ہلکی ہلکی خلوق زعفرانی خوشبو لگا دی جاتی۔

ہمارے ہاں پنجاب میں آج سے ساٹھ ستر سال پہلے تک دلہن کی تیاری کے لیے اسے ایک روز پہلے ہاتھوں پر مہندی لگا دی جاتی، تب نیل بوٹے بنانے کا فیشن نہیں آیا تھا، اس لیے دلہن خود ہی مہندی لگا لیتی جو لوگ رسومات کرنے کے عادی تھے، وہ باقاعدہ رسم مہندی

☆ نکاح کے بعد ساتھ ہی رخصتی ہو اور دلہا کے گھر میں یا قریب ہی کہیں نکاح ہو رہا ہے تو پھر عورت کو دلہن بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ ساتھ مووی، تصویر اور دیگر حرام کام نہ ہوں۔ اگر ابھی رخصتی نہیں کرنی یا دلہن کے شوہر کا گھر کہیں اور ہے اور سفر کر کے جانا پڑے گا تو پھر نکاح کے موقع پر بھی دلہن بنانے کی کوئی وجہ نہیں۔ خواہ مخواہ کا تکلف، پیسے اور وقت کی بربادی ہے۔

☆ دلہا کے پاس بھیجتے وقت دلہن کی آرائش کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، کوشش یہ ہونی چاہیے کہ چند گھر کی خواتین کے علاوہ بناؤ سنگھار کی حالت میں دلہن کو نہ تو محرم دیکھیں اور نہ ہی عام خواتین جیسا کہ ہمارے یہاں دلہن کا دیدار عام کر دیا جاتا ہے ایسا کرنا درست نہیں، ہاں موجود خواتین دیکھ سکتی ہیں یا محرم کی نظر پڑ جائے تو اور بات ہے۔

☆ ویسے والے دن کھانے کی دعوت تو ہے لیکن دلہن بنانے کا کوئی موقع محل نہیں۔ مہمانوں کے لیے دلہن کو سجا بٹا کر شوپیس کی طرح رکھنا بے وقوفی ہے۔

☆ شادی کے بعد دعوتوں کے مواقع بھی ایسے کام ہیں جن کے لیے گھر سے نکل کر سفر کرنا پڑتا ہے اور میزبانوں کو دلہن دکھانی پڑتی ہے۔ شرعاً گھر سے باہر جاتے ہوئے عورت کا بننا سنورنا مناسب نہیں اور میزبانوں کے لیے بننا سنورنا بھی درست نہیں ہے۔

یاد رہے کہ ان تمام مواقع پر دلہن کا دیدار عام بھی کر دیا جاتا ہے۔ محرم مرد بھی اسے دیکھتے ہیں، بزرگ دعا دیتے ہیں، نوجوان محرم ہنسی مذاق بھی کر لیتے ہیں۔ اگر پردہ رائج نہ ہو تو نا محرم مرد بھی دلہن کو جی بھر کر دیکھتے ہیں۔ عورتیں بھی تنقیدی نظر سے دلہن کا لباس، میک اپ اور زیور دیکھتی ہیں۔

دورِ حاضر کی اکثریت مووی بھی بناتی ہے اور مووی بنانے والے سب سے زیادہ گھور گھور دلہن کو اور دیگر عورتوں کو دیکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ مووی بنانا، تصویر بنانا، نا محرموں کے سامنے آنا اور ان کے سامنے بناؤ سنگھار کرنا، خوشبو لگانا، نا محرموں سے ہنسی مذاق کرنا سب اپنی اپنی جگہ پر گناہ کے کام ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: شادی کی

کرتے اور دلہن کو اس کی سہیلیاں مہندی لگاتی تھیں۔

سردھو کر بالوں کو خوشبودار تیل لگایا جاتا تھا مثلاً چنبیلی کا تیل وغیرہ، سادے انداز میں کنگھی کر کے لال یا پیلا پراندا ڈال دیا جاتا۔ دلہن دانتوں پر دنداسہ کرتی جس سے دانت چمک جاتے۔ مسوڑھے اور ہونٹ سرخی مائل ہو جاتے۔ آنکھوں میں کاجل یا سرمہ لگایا جاتا۔ دلہن کے لیے حسب استطاعت لال یا گلابی رنگ کا جوڑا سلوایا جاتا۔ لال اور گلابی رنگ کے لباس شادی شدہ عورت کے لیے مخصوص سمجھے جاتے تھے۔

دلہن کو تیار کرنے میں کنگھی کرنے پر ہی کچھ وقت صرف ہوتا تھا ورنہ باقی کام وقت طلب نہیں ہوتے تھے۔ دلہن تیار کرنے پر خرچ بھی برائے نام ہوتا۔

رفتہ رفتہ ہمارے ہاں جدید چیزوں کا فیشن آنا شروع ہوا جن میں سب سے پہلے سرخی (لپ اسٹک) اور نیل پالش آئی، اس کے بعد چہروں پر ملنے والی کریمیں اور پاؤ ڈرا اور پھر بالوں کے پف بنانے اور مختلف انداز میں جوڑا بنانے کا رواج عام ہوا، دیکھتے دیکھتے بناؤ سنگھار کی چیزیں عام ہو گئیں اور اس وقت کنواری لڑکی کی میز پر یا غسل خانے میں تقریباً اہم کی میک اپ سے متعلقہ چیزیں ہوتی ہیں جب کہ شادی شدہ عورت کی سنگھار میز پر تیس چالیس چیزوں کا ہونا معمول کی بات ہے۔

میک اپ کی مصنوعات آنے کے ساتھ ہی میک اپ کرنے کی ماہر خواتین بھی پیدا ہونے لگیں جو مغربی ممالک سے باقاعدہ کورس کر کے آئیں اور انہوں نے ڈاکٹروں کے کلینک کی طرح بیوٹی پارلر کھول لیے، یہ خواتین اپنی محنت کا خوب پیسہ لیتی ہیں، دلہن کو اوسطاً چار پانچ گھنٹے کے لیے ان کے پاس چھوڑنا پڑتا ہے۔

ان بیوٹی پارلوں میں دلہن کے سنگھار کے ساتھ ساتھ مزید جو کچھ ہو رہا ہے، اس میں سے بعض کام درج ذیل ہیں:

☆ بننے سنور نے والی عورتوں کی ویڈیو یا تصاویر بنانا اور انہیں اخبارات و جرائد کو چھاپنے کے لیے دینا

☆ عورت کے پورے جسم کو ننگا کر کے بناؤ سنگھار کرنا جس سے

اسلام کے عطا کردہ شرم و حیا اور ستر و حجاب کے تمام احکام کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

☆ بیوٹی پارلر چلانے والی عورتیں فاسقہ اور فاجرہ ہوتی ہیں کیوں کہ وہ حرام زیب و زینت کا کام کرتی اور بننے سنور نے کے لیے آنے والی عورتوں کا ستر دیکھتی ہیں۔

☆ بیوٹی پارلر پر زیب و زینت کروانے کے لیے گھر سے باہر جانا پڑتا ہے جب کہ عورت کے لیے زیب و زینت کر کے گھر سے باہر جانا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

☆ بیوٹی پارلر پر کیے جانے والے میک اپ میں فاسقہ اور فاحشہ عورتوں کی نقالی کی جاتی ہے جب کہ فاحش و فاسق کی نقالی کرنا حرام ہے۔

☆ بیوٹی پارلر پر تیار ہونے میں کم از کم تین چار گھنٹے ضرور لگتے ہیں جب کہ اکثر خواتین سات سات گھنٹے میں تیار ہوتی ہیں۔ مسلمان کے لیے حرام کاموں پر وقت صرف کرنا جائز نہیں جب کہ جائز اور مناسب بناؤ سنگھار پندرہ بیس منٹ میں ہو جاتا ہے۔

☆ بیوٹی پارلر پر تیار ہونے میں پانچ ہزار سے لے کر ایک ایک لاکھ روپے تک فیس دی جاتی ہے جب کہ مسلمان کے لیے ایسے معمولی کام کے لیے اتنی بڑی رقم خرچ کرنا اسراف اور تبذیر جیسا حرام کام ہے۔

☆ اکثر بیوٹی پارلوں پر عصمت فروشی کا کاروبار بھی ہوتا ہے، جو شرعی لحاظ سے بدترین اور گندہ ترین گناہ ہے۔

☆ جہاں اتنے زیادہ حرام کام ہوتے ہوں وہاں مسلمان کا جانا یا ان سے کام کروانا قطعی درست نہیں ورنہ یہ ان حرام امور میں تعاون کے مترادف ہے اور مسلمان کو حرام میں مدد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ جدید بناؤ سنگھار خانوں میں بناؤ سنگھار کے جو طریقے اور کاسمیٹکس استعمال کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر انسانی جلد کے لیے مہلک اثرات رکھتے ہیں۔ چنانچہ آئے دن خواتین کا کاسمیٹکس کی وجہ سے جلدی بیماریوں کا شکار ہوتی رہتی ہیں، جب

اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اس کے اور اللہ کے درمیان (شرم و حیا اور لباس کی صورت میں) تھا۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: جدید سنگھار خانے (بیوٹی پارلر)) اتنے مہنگے اور زیادہ وقت اور محنت سے کیے ہوئے میک اپ کے بعد نہ تو چہرہ دھویا جاسکتا ہے اور نہ اسے کسی اور وجہ سے خراب کیا جاسکتا ہے نتیجہ یہ کہ دلہنیں نمازیں تک ادا نہیں کرتیں۔ ایسی ہی صورت حال کے متعلق ایک خاتون نے مولانا ثناء اللہ مدنی سے سوال پوچھا:

**سوال:** آج کل میک اپ پر بہت خرچ کیا جاتا ہے شادی کے دوران اگر نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کرنے کی صورت میں عورت کا سارا میک اپ خراب ہو جاتا ہے، بار بار میک اپ کرنا ویسے بھی ممکن نہیں کیا دلہن تیمم کر سکتی ہے؟

**جواب:** سورۃ المائدہ آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ نے ہر مومن مرد اور عورت کو حکم دیا ہے کہ بوقت نماز وضو کریں۔ مرض اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی رخصت دی ہے جب کہ یہاں یہ صورت ہے کہ پانی موجود ہے، محض میک اپ کو محفوظ رکھنے کے لیے تیمم کا سوچا جا رہا ہے جو کسی اعتبار سے درست نہیں۔

بعض فقہاء کی طرف منسوب مسئلہ اس بارے میں مرجوع ہے اس پر عمل کی گنجائش نہیں۔ نبی ﷺ نے تنگ جے سے اپنے بازوؤں کو نکال کر وضو میں دھویا تھا اس سے معلوم ہوا کہ تنگی کے باوجود شرعی احکام کی پابندی ضروری ہے اسی طرح دلہن کا میک اپ چاہے خراب ہو جائے پھر بھی وضو کرنا ضروری ہے۔

یاد رہے کہ میک اپ بذات خود اسراف ہے جو شریعت کی نگاہ میں ایک مذموم امر ہے جس سے بہر صورت بچنا چاہیے: قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ

الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۷]

”فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور

شیطان اپنے رب کی (نعمتوں) کا کفران (ناشکری)

کرنے والا ہے۔“ (الاعتصام یکم ۱۴۲۳ھ جلد ۵)

کے بعض کی تو موت ہی واقع ہوگئی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: کاسمیکس)

☆ دورِ حاضر میں میک اپ اس انداز سے کیا جاتا ہے کہ اصل شکل ہی غائب ہو جاتی ہے۔ شوہر کو پہلے دن تو دلہن بڑی خوب صورت نظر آتی ہے لیکن جب اوپر لگا ہوا رنگ روغن اترتا ہے تو اسے مایوسی ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ گہرا میک اپ شکل و صورت میں دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ اور دھوکا دینا اسلام میں جائز نہیں ہے۔

عہد رسالت میں ملک شام میں حمام ہوتے تھے جن میں لوگ مختلف بوٹیاں اور خوشبوئیں ڈال کر غسل کرواتے اور وہاں موجود ملازموں سے مالش وغیرہ بھی کرواتے، وہاں بال بنائے جاتے اور نہانے والوں کو بنایا سنوارا بھی جاتا تھا اور لوگ ننگے ہو کر نہاتے تھے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو حمام میں جانے سے منع کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حمص سے کچھ عورتیں آئیں۔ آپ نے ان سے پوچھا: کیا تم حمص سے آئی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا: کیا تم حماموں میں جاتی ہو؟ ان عورتوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا جواب سن کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتٍ زَوْجَهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

(مسند احمد: ۶/۱۹۹، ۶۶۷- حاکم: ۴/۲۸۸)

”جو عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کہیں اور اپنے

کپڑے اتارے اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اللہ

عز وجل اور اس کے درمیان تھا۔“

امام مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس میں عورت کے نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہونے سے کنایہ ہے۔ نیز لباس اللہ تعالیٰ نے ستر ڈھانپنے کے لیے نازل کیا ہے جس عورت نے لباس اتار کر ستر اور قابل ستر چیزیں نامحرموں کے سامنے ظاہر کر دیں



## قاری عبدالوکیل صدیقی

محمد اسحاق بھٹی

قدوسیہ گیا۔ وہاں ایک صاحب الماریوں میں اپنی پسند کی کتابیں دیکھ رہے تھے۔ کشیدہ قامت، گورا سرخی مائل رنگ، خوب صورت نقش و نگار، چہرے پر متانت کے آثار۔ آنکھوں پر نظر کی عینک، صاف ستھرا لباس زیب تن، سر پر عربوں کا سا رومال، سیاہ داڑھی، پینتیس چھتیس برس کی جوان عمر۔ مجھے کسی نے بھٹی صاحب کہہ کر مخاطب کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ السلام علیکم کہتے ہوئے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایے اور پنجابی میں فرمایا: ”بھٹی صاحب! آپ خان پور گئے۔“ دین پور کا چکر لگایا لیکن ہمارے پاس نہیں آئے۔ ہمارے پاس آتے تو جہاں آپ چاہتے، ہم آپ کو لے جاتے۔“ عزیزی عمر فاروق قدوسی نے ان کا تعارف کرایا کہ یہ قاری عبدالوکیل صدیقی ہیں۔ خان پور رہتے ہیں اور ان کا وہاں بہت بڑا دارالعلوم ہے، جس میں خاصی تعداد میں طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اب تک میں قاری صاحب مدوح سے متعارف نہ تھا اور مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خان پور میں جماعت اہل حدیث کی کوئی مسجد یا مدرسہ ہے۔

قاری صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی جو خوش گوار ماحول اور علمی فضا میں ہوئی۔ اس کے بعد لاہور میں ڈاکٹر عبدالغفور راشد کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ایک میٹنگ میں ان سے دوسری دفعہ ملنے کا موقع میسر آیا۔ اس ملاقات میں انھوں نے مجھے خان پور آنے کی باقاعدہ دعوت دی۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرا بھی وہاں حاضری کو جی چاہتا ہے۔

اس سے ایک سال بعد خان پور میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوا تو قاری صاحب کی طرف سے اس میں شرکت کا دعوت نامہ آیا اور میں نے

۱۹۸۸ء کے مارچ کا پہلا ہفتہ تھا کہ میں اپنے مرحوم دوست محمد سعید قادری کی رفاقت میں بہاول پور گیا۔ الحمرا ہوٹل میں ہم نے کمرہ لیا اور تین دن ہمارا وہاں قیام رہا۔ پھر رحیم یار خاں، اوج شریف، احمد پور شرقیہ اور صادق آباد کا چکر لگایا۔ اسی اثنا میں خان پور گئے اور وہاں سے دین پور جا کر مولانا عبید اللہ سندھی اور دیگر فوت شدگان کی قبروں پر دعائے مغفرت کی۔ مغرب کی نماز دین پور کی مسجد میں پڑھی۔ اس طرح ایک ہفتہ سابق ریاست بہاول کے مختلف مقامات کی سیاحت کے بعد دس بجے شب کو خان پور سے بس پر سوار ہوئے اور صبح چھ بجے کے قریب لاہور پہنچ گئے۔

میرے اس سفر کے ساتھی محمد سعید قادری ایم اے ہسٹری تھے۔ مختلف موضوعات سے متعلق ان کا مطالعہ خاصا وسیع تھا۔ وہ نیشنل بینک میں کسی بڑے عہدے پر فائز تھے، اس مخلص ترین دوست نے مختصر علالت کے بعد نومبر ۱۹۹۰ء میں وفات پائی۔ ان کی وفات میرے لیے بہت بڑے صدمے کا باعث تھی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

یہ سطور ۳۱ مارچ ۲۰۱۳ء کو لکھی جا رہی ہیں۔ اس حساب سے خان پور وغیرہ مقامات کے سفر پر پچیس برس کی طویل مدت بیت چکی ہے۔ اس کا ذکر میں نے ایک مضمون میں کیا جو مولانا عبید اللہ سندھی کے متعلق اپنی کتاب ”نفوسِ عظمتِ رفتہ“ میں لکھا ہے۔ یہ کتاب بھی آج سے سترہ (۱۷) برس قبل اکتوبر ۱۹۹۶ء میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں پاکستان و ہندوستان کی متعدد بڑی شخصیات کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے اس لیے جلد ہی ختم ہوگئی تھی۔ اس کے بعد شائع نہیں کی گئی۔

”نفوسِ عظمتِ رفتہ“ کی اشاعت کے چند روز بعد میں مکتبہ



قاری صاحب دراصل موجودہ صوبہ خیبر پختون خوا کے علاقہ ہزارہ کے مشہور شہر ہری پور کے رہنے والے تھے۔ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ ذہن صاف تھا۔ جو کچھ پڑھتے، حافظے کے خزانے میں محفوظ ہو جاتا۔ پھر ایک وقت آیا کہ مزید حصول علم کا شوق انھیں گوجرانوالہ لے گیا۔ وہاں انھوں نے حضرت حافظ محمد گوندلوی، مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی، مولانا محمد اعظم، مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا محمد الیاس اثری اور بعض دیگر عالی مرتبہ اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔

مختلف اوقات میں وہ راولپنڈی بھی گئے اور وہاں کی جامعہ تعلیم القرآن میں مولانا غلام اللہ خاں رحمہ اللہ سے قرآن مجید کے بعض مشکل مقامات سمجھنے کی کوشش کی، بالخصوص قرآن کی روشنی میں مسئلہ توحید پر ان سے فیض یاب ہوئے۔ کئی مرتبہ ان کے دورہ تفسیر میں شرکت کی۔ قاری صاحب بعض فقہی نوعیت کے مسائل احاطہ فہم میں لانے کے لیے مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی خدمت میں کراچی بھی گئے۔ وہاں کچھ عرصہ ان سے مستفید ہوتے رہے۔ غرض ان کے دل میں حصول علم کا ایسا جذبہ صادقہ کہ فرماتھا جو انھیں مختلف اساتذہ فن کے دروازے پر لے جاتا تھا اور وہ ان سے استفادہ کرتے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ ۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو ضلع رحیم یار خاں کے قصبہ خان پور تشریف لے گئے اور وہاں کی بہت پرانی جامع مسجد اہل حدیث میں تدریس و خطابت کا سلسلہ شروع کیا اور پھر جلد ہی اس پورے علاقے میں ان کی آواز گونجنے لگی۔ اس وقت وہ بیس برس کے جوان رعنا تھے جنھوں نے اس نواح میں توحید کے بہت بڑے مبلغ کی حیثیت سے شہرت پائی۔ یہ آج سے تقریباً چالیس برس قبل کی بات ہے۔ کتاب وسنت کی دعوت کا یہ آوازہ حق جو محدود پیمانے پر خان پور کی ایک چھوٹی سی مسجد میں ہری پور ہزارہ کے ایک غیر معروف نوجوان کی زبان سے بلند ہوا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے عرصے میں نہ صرف خان پور بلکہ پوری ریاست بہاول پور میں پھیل گیا۔ پھر اس سے بھی آگے سندھ کے دیہات و بلاد میں پہنچا۔ دوسری طرف پنجاب کے مختلف مقامات کے لوگ بھی ان کے طریق وعظ

اس میں شرکت کی۔ بڑا بارونق جلسہ تھا۔ اس موقع پر متعدد حضرات سے ملاقات ہوئی اور پتا چلا کہ اس شہر اور علاقے میں قاری صاحب کا بہت اثر ہے اور ان کی تبلیغی تگ و دو کا دائرہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔

اس سے کچھ عرصے کے بعد ہمارے دوست حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی رحمہ اللہ نے جمعۃ المبارک کے روز حافظ آباد میں ایک اجتماع کا اہتمام کیا، جس میں قاری صاحب کو دعوت دی گئی تھی۔ مجھے اور حافظ احمد شاکر کو بھی بلایا گیا تھا۔ قاری صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، جس میں مسئلہ توحید نہایت مؤثر اور زوردار انداز میں وضاحت سے بیان کیا۔ وہ جس موضوع پر بات کرتے قرآن وحدیث کی روشنی میں کرتے۔ ان کا الفاظ کا انتخاب اور بولنے کا اسلوب سامعین کو اپنی گرفت میں لے لیتا۔ انھیں عام واعظین کی طرح تبلیغ کے نام سے حاضرین کو ادھر ادھر کے قصے کہانیاں سنانے اور لطیفے بیان کرنے کی عادت نہ تھی۔ انھوں نے جلیل القدر اساتذہ کے سامنے زانوائے ادب تہ کیے تھے اور وہ ثقہ عالم دین تھے، سٹیج پر لوگوں کو ثقاہت سے خطاب کرتے تھے۔

مئی ۲۰۱۱ء کے ابتدائی دنوں میں قاری صاحب مدوح نے مجھے اور رانا شفیق خاں پسروری کو خاص طور پر خان پور حاضر ہونے کی دعوت دی اور ہم دونوں وہاں حاضر ہوئے۔ دو دن ہمارا وہاں قیام رہا۔ ہم نے دیکھا کہ خان پور شہر اور اس سے باہر پورے علاقے میں ان کے اثرات کا دائرہ پھیلا ہوا ہے اور لوگ ان کے علم اور طریق تبلیغ کی بنا پر ان کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ ان کی پُر خلوص مساعی سے شہر خان پور میں اہل حدیث کی کئی مسجدیں تعمیر ہو گئی ہیں جو نمازیوں سے بھری رہتی ہیں اور ان میں دارالعلوم کے اساتذہ جمعہ و جماعت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد ان میں درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ہر مسجد میں محلے کے بچے قرآن پڑھتے اور کتاب وسنت کے احکام سیکھتے ہیں۔

اب آئیے قاری صاحب کے اصل وطن، ان کی ابتدائی زندگی کے دست یاب احوال، تحصیل علم اور اساتذہ کرام کے بارے میں چند باتیں کرتے ہیں:

سے متاثر ہوئے۔

ان کے علاقے خان پور اور اس کے قرب وجوار میں قبر پرستی اور پیر پرستی کا زور تھا، قاری صاحب نے پیدل، سائیکل پر غرض ہر طرح دیہات کے چکر لگائے، لوگوں کو قرآن وحدیث کے احکام سے آگاہ کیا اور جگہ جگہ تو حید کی تبلیغ کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے شمار لوگ ان کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہوئے اور انھوں نے قرآن وحدیث کو اپنے عمل کا محور قرار دیا۔

قاری صاحب کا نو جوانوں کے اس گروہ سے تعلق تھا جو علامہ احسان الہی ظہیر سے متاثر تھے اور تقریر و خطابت کی وادیوں میں تیز رو تھے۔

۱۹۸۶ء میں قاری صاحب نے خان پور میں چوبیس کنال جگہ خریدی اور اس میں عظیم الشان مسجد تعمیر کی۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث کے نام سے دارالعلوم قائم کیا۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدرسۃ البنات بنایا۔ دارالاقامہ اور دارالایتام تعمیر کرائے۔ مختلف موضوعات کی کتابوں پر مشتمل لائبریری بنائی۔ اس طرح یہ ایک بہت بڑا دینی مرکز ہے جو متعدد اداروں پر محیط ہے۔

کئی دیہات میں انھوں نے مسجدیں تعمیر کرائیں۔ شنید ہے کہ ان کے گزراوقات کا ذریعہ ان کا ایک کاروبار ہے، وہ جس ادارے کے لیے لوگوں سے مالی امداد کی اپیل کرتے، اس میں خود بھی اپنی گرہ سے معقول رقم دیتے۔

میں اور رانا شفیق خاں پسروری ان کی دعوت پر خان پور گئے تو ہمیں ان کے ساتھ متعدد مقامات میں جانے کا موقع ملا۔ ہم لیاقت پور بھی گئے۔ وہاں ایک بہت بڑی مسجد ہے اور اچھا خاصا مدرسہ ہے، تدریس و خطابت کا فریضہ ہمارے دوست حافظ محمد اسلم حنیف انجام دیتے ہیں جو لیاقت پور اور اس کے نواح کی موثر شخصیت ہیں۔ ہم نے عشاء کی نماز وہاں پڑھی اور قاری صاحب اور رانا صاحب نے تقریریں کیں۔ میں نے بھی چند باتیں عرض کیں۔ کھانا حافظ محمد اسلم حنیف صاحب کے مکان پر کھایا۔

کوٹ پنجابیاں اور بعض دیگر مقامات میں بھی گئے۔ ہر جگہ قاری صاحب کو احترام کا مقام حاصل تھا اور لوگ توجہ سے ان کے ارشادات

سننے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی زندگی عمل و اخلاق کا خوب صورت مرقع تھی۔

اب آئیے ان کے آخری ایام زیست کی طرف.....! گزشتہ دو سال سے ان کی صحت خراب چلی آرہی تھی۔ لیکن وہ اپنے تدریسی تبلیغی فرائض بہ دستور ادا کر رہے تھے۔ انھیں جگر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ رحیم یار خاں کے شیخ زید اسپتال میں علاج ہوتا رہا، لیکن بیماری روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ ڈاکٹروں نے ان کو جگر کی پیوند کاری کا مشورہ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے لندن جانا پڑتا ہے یا ہندوستان.....! وہ ہندوستان جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے، لیکن ۲۰ جنوری کو طبیعت زیادہ بگڑ گئی اور انھیں ڈاکٹر ز اسپتال لاہور لے جایا گیا۔ انجام کار وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا۔ جمعۃ المبارک یکم مارچ ۲۰۱۳ء کو وہ اسی اسپتال میں راہ گراے عالم بقا ہو گئے۔

اسپتال سے بہ ذریعہ ایمبولینس ان کی میت ان کے آبائی وطن ہری پور (ہزارہ) پہنچائی گئی۔ ان کی پہلی نماز جنازہ ہری پور کے گورنمنٹ ہائی سکول کی گراؤنڈ میں سوادس بجے شب مولانا ارشاد الحق اثری نے پڑھائی۔ اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ بھی جنازہ پڑھا گیا۔ جہاں پیدا ہوئے تھے، وہیں دفن کیے گئے۔ ان کی زندگی کا خمیر ہری پور (ہزارہ) سے اٹھا۔ گوجرانوالہ، راولپنڈی اور کراچی میں تحصیل علم کی۔ پورا عملی دور خان پور اور اس کے قرب وجوار میں گزرا اور تدفین اپنے آبائی علاقے کی سرزمین میں ہوئی۔ اس طرح یہ خاک وہیں پہنچی جہاں کا خمیر تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

قاری صاحب کی اولاد زینہ دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے حافظ عامر صدیقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اعلیٰ و اقدس میں عاجزانہ دعا ہے کہ اس کے بندے عبدالوکیل صدیقی نے درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، وہ ہمیشہ جاری رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فیض یاب ہوں، آمین یا رب العالمین۔

## امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اصول فقہ پر خدمات..... اشاریہ

ڈاکٹر محمد بن حسین الجبیرانی رحمہ اللہ نے ”معالم اصول الفقہ“ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شمس الدین ابن قیم رحمہما کی ”اصول الفقہ“ پر خدمات کا اشاریہ مرتب کیا ہے، افادیت کے پیش نظر شامل اشاعت ہے۔ اگرچہ اس سے مستفید عربی لغت سے شناسا لوگ ہی ہو پائیں گے۔ (ادارہ)

أو إعراضاً .

○ مجموع الفتاوى (٢٢ / ٧ - ٢٣)

٧- التكليف الشرعي مشروط بالممكن من العلم والقدرة .

○ مجموع الفتاوى (١٠ / ٣٤٤ - ٣٥٣)

٨- تكليف ما لا يطاق .

○ درء التعارض (١ / ٦٠ - ٧٢) ، [تكرر في

مجموع الفتاوى (٣ / ٣١٨ - ٣٢٦)]

٩- الاستطاعة ، هل تكون مع الفعل أو قبله؟

○ مجموع الفتاوى (٨ / ٢٩٠ - ٣٠٢)

١٠- العذر بالجهل .

○ مجموع الفتاوى (١١ / ٤٠٦ - ٤١٣)

○ مجموع الفتاوى (١٢ / ٤٨٩ - ٥٠٢)

١١- الإكراه وما يتعلق به .

○ الاستقامة (٢ / ٣١١ - ٣٤٨)

١٢- تصرفات السكران .

○ الفتاوى الكبرى (٤ / ٢٠٢ - ٢٠٥)

١٣- كل ما أوجبه الله على العباد فلا بد أن يجب على القلب فإنه الأصل .

○ مجموع الفتاوى (١٤ / ١١٣ - ١٢٨)

١٤- هل يحصل الإثم بمجرد العزم؟

○ مجموع الفتاوى (١٠ / ٧٢٠ - ٧٦٩)

١٥- الكلام على الأدلة الشرعية: (الكتاب ،

السنة ، الإجماع ، القياس ، الاستصحاب ،

المصالح المرسلة .)

اشاریہ کے لیے جن کتابوں کی طرف ڈاکٹر رحمہ اللہ نے رجوع کیا ہے

ان کے نام یہ ہیں:

١- مجموع الفتاوى (٣٧) مجلدا ، ٢-

الفتاوى الكبرى (٦) مجلدات ، ٣- درء

تعارض العقل والنقل ، ٤- الجواب

الصحيح لمن بدل دين المسيح ، ٥-

مجموعه الرسائل الكبرى في مجلدين ، ٦-

الصفدية ، ٧- نقد مراتب الإجماع ، ٨-

الاستقامة ، ٩- اقتضاء الصراط المستقيم ،

١٠- المسودة .

### اشاریہ

١- التحسين والتقبيح العقليان .

○ مجموع الفتاوى (٨ / ٤٢٨ - ٤٣٧)

○ مجموع الفتاوى (١١ / ٣٤٦ - ٣٥٨)

٢- الأمر بالشىء أمر بلوازمه .

○ مجموع الفتاوى (٢٠ / ١٥٩ - ١٦٢)

٣- الأصل في الأعيان الحل ، والأدلة على ذلك

○ مجموع الفتاوى (٢١ / ٥٣٥ - ٥٤١)

٤- الفعل الواحد قد يكون مأموراً به من وجه ،

منهياً عنه من وجه .

○ مجموع الفتاوى (١٩ / ٢٩٥ - ٣٠٥)

٥- الكمال والنقص في العبادات .

○ مجموع الفتاوى (١٩ / ٢٩٠ - ٢٩٣)

٦- ترك الواجبات هل يلزم منه القضاء بالنسبة

للكافر أو المسلم؟ سواء كان ذلك جهلاً أو تأويلاً

- مجموع الفتاوی (۱۱-۳۳۹-۳۴۶)
- ۱۶- ثلاثہ أصول معصومة: الكتاب والسنة وما اتفقت عليه الأمة .
- درء التعارض (۱۱/ ۲۷۲-۲۷۹)
- ۱۷- أصول العلم والدين: الكتاب والسنة والإجماع، والأمر باتباعها .
- مجموع الفتاوی (۲۰/ ۴۹۸-۵۰۳)
- ۱۸- وجوب الاعتصام بالكتاب والسنة .
- مجموع الفتاوی (۱۹/ ۷۶-۹۲)
- ۱۹- المتشابه في القرآن .
- المسودة (۱۶۲-۱۶۴)
- ۲۰- رسالة الإكليل في المتشابه والتأويل .
- مجموع الفتاوی (۱۳/ ۲۷۰-۳۱۳)،
- [تكرر في مجموعة الرسائل الكبرى (۲/ ۵-۳۶)]
- ۲۱- المجاز في القرآن الكريم .
- مجموع الفتاوی (۷/ ۸۷-۱۱۶، ۲۰/ ۴۹۷-۵۰۰)
- ۲۲- نسخ القرآن بالسنة .
- مجموع الفتاوی (۲۰-۳۹۷-۳۹۹)
- ۲۳- الزيادة على النص .
- المسودة (۲۰۸-۲۱۲)
- ۲۴- عصمة الأنبياء .
- مجموع الفتاوی (۱۰/ ۲۸۹-۲۹۹)
- ۲۵- أنواع الخبر: ما يعلم صدقه، ما يعلم كذبه، ما لا يعلم صدقه ولا كذبه .
- الجواب الصحيح (۴/ ۲۸۷-۳۰۹)
- ۲۶- أقسام الحديث الصحيح .
- مجموع الفتاوی (۱۸/ ۱۶-۲۳)
- ۲۷- أفعال النبي ﷺ .

- مجموع الفتاوی (۲۲/ ۳۲۰-۳۳۱)
- المسودة (۱۹۱-۱۹۲)
- اقتضاء الصراط المستقيم (۲/ ۷۹۴-۸۰۸)
- ۲۸- تركه ﷺ .
- اقتضاء الصراط المستقيم (۲/ ۵۹۱-۵۹۷)
- ۲۹- ليس في الشريعة شيء على خلاف القياس .
- مجموع الفتاوی (۲۰/ ۵۰۴-۵۸۳)
- [تكرر في مجموعة الرسائل الكبرى (۲/ ۲۳۵-۲۹۱)]
- ۳۰- الرد على من قال إن أبا هريرة لم يكن فقيها .
- مجموع الفتاوی (۴/ ۵۳۲-۵۳۹)
- ۳۱- أنواع الإجماع، وحكم مخالفه، وهل هو قطعي أو ظني؟ ومسائل أخرى متعلقة بالإجماع .
- مجموع الفتاوی (۱۹/ ۱۹۲-۲۰۲، ۲۶۷-۲۷۲)
- ۳۲- رسالة صحة مذهب أهل المدينة .
- مجموع الفتاوی (۲۰/ ۲۹۴-۳۹۶)
- ۳۳- كتاب نقد مراتب الإجماع لابن حزم، (طبع مستقلاً) .
- ۳۴- الاستحسان .
- المسودة (۴۵۱-۴۵۵)
- ۳۵- المصالح المرسلة .
- مجموع الفتاوی (۱۱-۳۴۲-۳۴۶)
- ۳۶- تعارض الحسنات والسيئات ((تعارض المصالح والمفاسد)) .
- مجموع الفتاوی (۲۰/ ۴۸-۶۱)
- ۳۷- سد الذرائع .
- الفتاوی الكبرى (۶/ ۱۷۲-۱۸۲)
- ۳۸- كتاب إقامة الدليل على إبطال التحليل .

- ۵۰۔ القیاس الصحیح نوعان، و بیان أنه یوافق النص، والكلام على القیاس الفاسد.
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۲۸۵-۲۸۹)
- ۵۱۔ تعلیل الحكم بعلتین.
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۱۶۷-۱۸۳)
- ۵۲۔ رسالة أقوم ما قيل في القضاء والقدر والحكمة والتعلیل.
- مجموع الفتاوى (۸ / ۱۵۸-۸۱)، [تكرر في مجموعة الرسائل الكبرى (۱ / ۳۲۳-۳۸۹)]
- ۵۳۔ تعلیل أفعال الله.
- مجموع الفتاوى (۸ / ۳۷۷-۳۸۱)
- ۵۴۔ هل الحق عند الله واحد أو متعدد؟
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۱۴۳-۱۴۸)
- ۵۵۔ هل كل مجتهد مصيب؟
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۲۰۳-۲۲۷)
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۱۹-۳۶)
- ۵۶۔ كتاب رفع الملام عن الائمة الأعلام. (ذكر فيه أعذار العلماء في اختلافاتهم)
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۲۳۱-۲۹۳)
- ۵۷۔ أنواع الاختلاف.
- اقتضاء الصراط المستقيم (۱ / ۱۲۶-۱۴۴)
- ۵۸۔ بيان الاختلاف المؤدي إلى الفتنة والفرقة.
- الاستقامة (۱ / ۲۴-۴۷)
- ۵۹۔ موقف السلف من المخالف.
- مجموع الفتاوى (۲۴ / ۱۷۰-۱۷۵)
- ۶۰۔ المفاسد المترتبة على الاختلاف وطريق زوالها.
- مجموع الفتاوى (۲۲ / ۳۵۶-۳۷۵)، [تكرر في مجموعة الرسائل المنيرية (۳ / ۱۴۰-۱۴۰)]

- الفتاوى الكبرى (۶ / ۳۲۰-۵)
- ۳۹۔ الإلهام.
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۴۲-۴۷)
- ۴۰۔ مبدأ اللغات.
- مجموع الفتاوى (۷ / ۹۰-۹۶)
- ۴۱۔ أنواع الأسماء التي علق الله بها الأحكام في الكتاب والسنة ((الحقيقة الشرعية واللغوية والعرفية)).
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۲۳۵-۲۵۹)
- ۴۲۔ الحقيقة الشرعية وعلاقتها بالإيمان.
- مجموع الفتاوى (۷ / ۲۹۸-۳۰۳)
- ۴۳۔ لازم المذهب هل هو مذهب؟
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۲۱۷-۲۱۹)
- الفتاوى الكبرى (۴ / ۲۷-۲۹)
- ۴۴۔ حكم تأخير البيان عن وقت الحاجة.
- المسودة (۱۸۱-۱۸۲)
- ۴۵۔ جنس فعل المأمور به أعظم من جنس ترك المنهي عنه، الأدلة على ذلك.
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۸۵-۱۵۸)
- ۴۶۔ العموم اللفظي والمعنوي.
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۱۸۸-۱۹۱)
- ۴۷۔ العموم ثلاثة أقسام: عموم الكل لأجزائه، وعموم الجميع لأفراده، وعموم الجنس لأعيانه.
- اقتضاء الصراط المستقيم (۱ / ۱۶۵-۱۶۸)
- ۴۸۔ للحقائق ثلاثة اعتبارات: العموم والخصوص والإطلاق.
- مجموع الفتاوى (۲ / ۱۶۲-۱۶۸)
- ۴۹۔ المطلق والمقيد.
- المسودة (۱۴۶-۱۴۸)



- (۲۱۱) ۷۱۔ بیان أن النبي ﷺ نص على كل ما يعصم من المهالك نصا قاطعا للعدر .
- درء التعارض (۱ / ۷۲-۷۸)
- ۷۲۔ دلالة النصوص على جمهور الحوادث، والرد على من يقول: إن النصوص لا تفي بعشر معشار الشريعة .
- الاستقامة (۱ / ۱۴-۶)
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۲۸۰-۲۸۹)، [تكرر في الفتاوى الكبرى (۱ / ۱۵۲-۱۵۹)]
- ۷۳۔ حكم اتباع الظن .
- مجموع الفتاوى (۱۳ / ۱۱۰-۱۲۵)
- ۷۴۔ الرد على من قال: إن الفقه من باب الظنون .
- الاستقامة (۱ / ۴۷-۶۹)
- مجموع الفتاوى (۱۳ / ۱۱۷-۱۲۷)
- ۷۵۔ امتناع تعارض العقل والنقل .
- ((إجمالا)) درء التعارض (۱ / ۷۸-۸۶)
- أما تفصيل ذلك فإنه موضوع الكتاب .

### معلومات داخلہ برائے سعودی یونیورسٹی

وہ حضرات جنہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں ایف اے یا اس کے مساوی، یا کسی دینی مدرسے سے العالیہ کی سند حاصل کی ہو اور ان کی عمر ۲۳ سال سے زائد نہ ہو، یا پچھلے پانچ سالوں میں بی اے کی سند حاصل کی ہو اور عمر ۳۰ سال سے زائد نہ ہو۔

رابطہ: پروفیسر ڈاکٹر رانا خالد مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی پی ایچ ڈی) سابق مترجم موابہ شریفہ، مسجد نبوی، مدینہ منورہ، چیئر مین ادارہ اشاعت اسلام لاہور۔ رابطہ: 0306-4476055

- (۱۵۱)، [وتكرر أيضا في مجموعة الرسائل المنيرية (۳ / ۱۱۳-۱۲۷)]
- ۶۱۔ التقليد .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۲۶۰-۲۷۹)
- ۶۲۔ الكلام على المذاهب الأربعة .
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۲۰۱-۲۱۶)، [تكرر في الفتاوى الكبرى (۵-۱۲۳-۱۲۷)]
- ۶۳۔ حكم التزام مذهب معين .
- مجموع الفتاوى (۲۰ / ۲۲۰-۲۲۶)، [تكرر في الفتاوى الكبرى (۵ / ۹۴-۹۸)]
- ۶۴۔ إن الدين عند الله الإسلام .
- الصفدية (۲ / ۳۰۱-۳۳۲)
- ۶۵۔ رسالة في توحيد الملة وتعدد الشرائع .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۱۰۶-۱۲۸)، [تكرر في مجموعة الرسائل المنيرية (۳ / ۱۲۸-۱۴۰)]
- ۶۶۔ الاكتفاء بالرسالة والاستغناء بها عما سواها .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۶۶-۷۵)
- ۶۷۔ الرسالة ضرورية لصالح العباد .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۹۳-۱۰۵)
- ۶۸۔ رسالة إيضاح الدلالة في عموم الرسالة للثقلين (الجن والإنس) .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۹-۶۵)، [تكرر في مجموعة الرسائل المنيرية (۲ / ۹۹-۱۴۹)]
- ۶۹۔ عموم رسالته ﷺ للعرب ولغيرهم .
- الجواب الصحيح (۱ / ۱۲۶-۱۴۰)
- ۷۰۔ رسالة معارج الوصول في أن الرسول ﷺ بين جميع الدين، أصوله وفروعه .
- مجموع الفتاوى (۱۹ / ۱۱۵-۲۰۲)، [تكرر في مجموعة الرسائل الكبرى (۱ / ۱۷۳-۱۷۳)]





# تبصرہ کتب

## تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

### مقالات راشدیہ (جلد چہارم)

تصنیف: سید محبت اللہ شاہ راشدی

ترتیب و تدوین: مولانا افتخار احمد ازہری

ناشر: نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

بہتر کاغذ، عمدہ طباعت، مضبوط خوب صورت جلد

دیدہ زیب ٹائٹل

ضخامت: ۴۰ صفحات

قیمت: درج نہیں

تبصرہ نگار: محمد اسحاق بھٹی

صوبہ سندھ کے اُفق علمی پر نگاہ ڈالیں تو ایک ایسا خاندان نظر آئے گا، جسے طویل مدت سے فضل و کمال کے مختلف گوشوں پر حکمرانی کا اعزاز حاصل ہے۔ اس خاندان کو راشدی خاندان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان میں ماضی قریب کے دور فیض المرتبت بھائیوں سید محبت اللہ شاہ راشدی اور سید بدیع الدین شاہ راشدی کو موجودہ دور کے بے شمار لوگوں نے دیکھا اور ان سے حصول فیض کیا ہے۔ اردو، عربی اور سندھی میں ان دو راشدی برادران نے بے پناہ خدمات سرانجام دیں اور شائقین علوم ان سے مستفید ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مولانا افتخار احمد ازہری اور ان کے اصحاب علم و فہم کے لیے بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے کہ انھوں نے سید محبت اللہ شاہ راشدی کے سندھی زبان کے علمی ذخائر کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا عزم کیا ہے۔ اس سے قبل ”مقالات راشدیہ“ کے نام سے اس کی تین جلدیں چھپ کر خواندگان محترم کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں۔ اب چوتھی جلد نذر قارئین ہے، جو سات مقالوں پر مشتمل اہم مضامین کا دل

نواز اور روح پرور مجموعہ ہے۔

پہلے مقالے میں قارئین سورہ مریم کی تفسیر کا مطالعہ کریں گے۔ دوسرے مقالے میں نماز کی مسنون دعاؤں سے آگاہ ہوں گے۔ تیسرے مقالے میں انھیں پتا چلے گا کہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر اقرباء پروری کا ایک حلقے کی طرف سے جو الزام لگایا جاتا ہے، اس کا کیا پس منظر ہے اور اس میں سچائی کی کوئی مقدار پائی جاتی ہے یا نہیں۔

اسی طرح قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس سے اگلے چار مقالے بھی علم و تحقیق میں خاص ندرت کا پہلو لیے ہوئے ہیں۔

یہ تمام مقالات دراصل سندھی زبان میں تھے، جنہیں اردو کے قالب میں ڈھالا گیا۔ پروفیسر مولانا بخش محمدی نے ان مقالات سب سے پر تقدیم لکھی اور مولانا افتخار احمد ازہری نے ان کی ترتیب و تدوین کا فریضہ انجام دیا اور وہ اس علمی ذخیرے کو شائقین علم کے مطالعہ میں لانے کا باعث بنے۔

مولانا ازہری ماشاء اللہ باہمت اہل علم ہیں کہ وہ صوبہ سندھ کے شہر میرپور خاص میں جامعہ بحر العلوم السلفیہ کے نام سے دارالعلوم بھی چلا رہے ہیں۔ ”بحر العلوم“ کے نام ہی سے ایک مجلہ بھی شائع کرتے ہیں، جس کے اب تک کئی ضخیم خاص نمبر معرض اشاعت میں آچکے ہیں۔ ان نمبروں میں حضرت سید محبت اللہ شاہ اور محترم المقام سید بدیع الدین شاہ راشدی کے حالات و واقعات پر محیط نمبر بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خانوادہ راشدیہ کے بزرگوں کی تحریروں کے ترجمہ و اشاعت کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اس عظیم علمی خدمت پر اللہ ہی انھیں جزائے خیر دینے والا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، جناب صدیق اکبر، جناب عمر فاروق، جناب عثمان ذوالنورین، جناب علی المرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ، عمر بن العاص، حضرت حسین و حسن، حضرت سلمان فارسی، سیدنا ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ حجاج بن یوسف، معاویہ بن یزید بن معاویہ، عبدالملک بن مروان، ابونواس، معروف کرخی، بشر بن منصور وغیرہم کی آخری زندگی کے لمحات شامل کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعے سے دنیا کی بے ثباتی، ناپائیداری اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔ یہ عبرت آموز کتاب جس کے پڑھنے سے روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اخروی زندگی کی یاد کے لیے بھی اور اس دنیائے فانی سے جانے کی تیاری کے لیے بھی یہ کتاب سبق آموز و نصیحت آفرین ہے۔ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ مکتبہ اسلامیہ کے ڈائریکٹر محترم محمد سرور عاصم رحمہ اللہ نے بہترین کمپوزنگ اور اچھے کاغذ و جلد سے مزین کر کے شائع فرمایا ہے۔ اللہ کریم ان کی یہ مساعی قبول فرمائے، آمین۔

انسانیت موت کے دروازے پر

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ

تالیف:

۱۹۲ صفحات

ضخامت:

ناشر:

مکتبہ اسلامیہ بالمقابل رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اُردو بازار، لاہور تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی ذات کسی تعارف و تبصرے کی محتاج نہیں۔ ”انسانیت موت کے دروازے پر“ ان کی شہرہ آفاق تالیف ہے۔

﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس دنیائے رنگ و بو میں جو آیا ہے اس نے بالآخر یہاں سے جانا ہے۔ دنیا فانی اور بقا جس ذات کو ہے وہ ذات باری تعالیٰ، اللہ رب العالمین ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں پینتالیس نفوسِ قدسیہ کے آخری وقت کے لمحات کی منظر کشی کی گئی ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ میں جناب رحمت للعالمین

اپنے ووٹ کی شرعی حیثیت جاننے کیلئے

از قلم

استاذ العلماء

رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث والفقیر

حضرت محمد علی جانباز  
مولانا

”انتخابات میں

ووٹ کی

شرعی حیثیت“

کا مطالعہ ضرور کریں۔

بذریعہ ای میل بھی منگوا سکتے ہیں۔

0300-7123419  
0300-6130917  
raufjanbaz@gmail.com

حافظ  
عبدالرؤف جانباز

## کیسے تعریف لکھے.....؟

کوئی عیسیٰ، کوئی موسیٰ ہو سلیمان کوئی  
آپ سے بڑھ کر معزز نہیں انسان کوئی  
طاعت حضرت سرکارِ دو عالم کے بغیر  
ہو نہیں سکتا کبھی صاحبِ ایمان کوئی  
بحرِ ذخار کو کوزے میں سموئے کیونکر  
کیسے تعریف لکھے اُن کی سخنداں کوئی  
قلب بیتاب کو محشر میں سکوں مل جائے  
اُن کے دیدار کا ہو جائے جو سامان کوئی  
جو نہیں تابع احکامِ نبیؐ کچھ بھی نہیں  
والی ملک ہو، منعم ہو کہ سلطان کوئی  
دل میں ہے اُن کی محبت کا خزینہ ورنہ  
اور تو مجھ میں نہیں وصف نمایاں کوئی  
ارضِ طیبہ میں پس مرگ ہو مدفنِ راسخ  
ما سوا اس کے نہیں حسرت و ارماں کوئی

(راسخ عرفانی)